SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, December 10, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ
كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا
عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ
ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم
بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٦٤﴾ (سورۃ الاعراف)

ترجمہ:۔ کہو کیا میں خدا کے سوا اور پروردگار تلاش کروں ۔ اور وہی تو ہر چیز کا مالک ہے اور جو کوئی (برا) کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ۔ پھر تم (سب) کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو جن جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا ۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, December 10, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning with Mr. Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ
كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا
عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ
ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم
بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿١٦٤﴾ (سورۃ الاعراف)

ترجمہ :۔ کہو کیا میں خدا کے سوا اور پروردگار تلاش کروں ۔ اور وہی تو ہر چیز کا
مالک ہے اور جو کوئی (بُرا) کام کرتا ہے تو اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص
کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ۔ پھر تم (سب) کو اپنے پروردگار کی طرف
لوٹ کر جانا ہے تو جن جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے وہ تم کو بتائے گا ۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین : سید اصغر علی شاہ صاحب ایوان سے ۱۰ دسمبر کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی عبداللطیف صاحب نے ایوان سے ۵ دسمبر کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : میر غلام حیدر تالپور نے ۹ تا ۱۲ دسمبر ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی عبدالمجید صاحب نے ایوان سے ۵ تا ۱۰ دسمبر رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب محمد شاہ جیلانی نے ایوان سے ۱۰ دسمبر کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : سید مظہر علی شاہ نے ایوان سے ۵ تا ۱۴ دسمبر رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین : صاحبزادہ یعقوب خان نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرگودھا تشریف لے گئے ہیں اس لئے ایوان میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ جناب احسان الحق پراچہ صاحب نے بھی اطلاع دی ہے کہ وہ ۱۳ تا ۱۷ دسمبر بھارت جا رہے ہیں اس لئے ایوان میں حاضر نہیں ہو سکتے۔ جی سعید قادر صاحب۔

PERFORMANCE OF PAKISTAN AIR FORCE

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: I am not sure whether this is a

point of order but with your permission Mr. Chairman, as you are aware today some Members of the Senate under the leadership of the Chairman, Senate visited Sargodha base and saw the performance of the Pakistan Air Force. If I have your permission I would like to suggest appreciation for the visit and compliments to the Pakistan Air Force for organizing such an informative and educative visit for all of us. I think, we should be proud of our Air Force the way they demonstrated their efficiency and with all the disadvantages that they have we think that the Pakistan Air Force is in good hands and that we can depend upon them to defend our borders. I have no doubt that my other colleagues may like to express their views on this. I would like through you Mr. Chairman, to get this conveyed to the Pakistan Air Force.

Mr. Deputy Chairman: Thank you Gen. Saeed Qadir Sahib. I think, all the Members of the Senate endorse your views and express their sentiments that it may be conveyed to the Air-Marshal.

PREVILEGE MOTIO N

Mr. Deputy Chairman: Privilege Motion No. 5, Malik Faridullah Khan.

i) Re: Failure of the Government to Consult the Public Representatives in Finalizing ADP for Fata.

ملک فرید اللہ خان : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ معزز ایوان حسب ذیل تحریک پر غور فرمائیے،
سال رواں کے ترقیاتی پروگرام (اے ڈی پی ۹۰-۱۹۸۹ء) کے لئے بنوں میں ڈپٹی کمشنر نے
یک طرفہ طور پر فیصلہ کرکے ممبران قومی اسمبلی اور سینیٹ کی آراء کو نظر انداز کیا ہے۔

جب کہ وفاقی حکومت نے واضح طور پر تمام پولیٹیکل ایجنٹوں اور
ڈپٹی کمشنر متعلقہ کو اس ضمن میں ہدایات جاری کی ہیں کہ اے ڈی پی بناتے وقت اور پھر اس
پر عمل درآمد کرنے میں ممبران سینیٹ اور قومی اسمبلی کو لازمی طور پر شریک کیا جائے اور ان
کی تجاویز پر عمل کیا جائے، لیکن ڈپٹی کمشنر بنوں نے ان ہدایات کو نظر انداز کر دیا ہے ڈپٹی
کمشنر بنوں کے اس اقدام کے خلاف میں نے کمشنر ڈیرہ اسماعیل خان ڈویژن کو بھی تحریری

[Malik Faridullah Khan]

طور پر آگاہ کیا ہے کہ site selections پر علمدرآمد رکوا دیا جائے لیکن خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا، ممبران سینیٹ کو اپنے علاقے میں ترقیاتی پروگرام میں شریک نہ کرنا عوام کے منتخب اداروں کی افادیت کو کم کرنا ہے ۔ جس سے ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے لہذا ڈپٹی کمشنر بنوں کے حالیہ فیصلے سے ۔ بحیثیت رکن سینیٹ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا ایوان اس پر ہمدردانہ غور فرمائے ۔

Mr. Deputy Chairman: Is it being opposed.

Dr. Sher Afgan Khan Nizai: Opposed.

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی فرید اللہ خان صاحب آپ اس کی admissibility پر بات کریں ۔

ملک فرید اللہ خان : جناب والا ! ڈاکٹر صاحب تو oppose کرتے ہیں لیکن انہیں فاٹا کے پروگرام سے متعلق اور فاٹا کا جو Structure ہے اس کا علم ہی نہیں ہوگا بہتر تو یہ ہوتا کہ وزیر مملکت برائے State and Frontier Region خود ہوتے تو ہم اس پر تفصیلی بحث کر سکتے تھے ۔ لیکن خیر انہوں نے oppose کر دیا ہے ۔ جناب والا ! فاٹا میں اے ڈی پی اور ترقیاتی پروگرام کے لئے طریقہ کار ملک کے دوسرے صوبوں سے مختلف ہے ۔ صوبوں میں صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کے ذریعے یا جو Committees انہوں نے بنائی ہیں ان کے ذریعے یہ اے ڈی پی بنائی جاتی ہے چونکہ قبائلی علاقوں سے صوبائی اسمبلی کے ممبران نہیں لئے جاتے یہ علاقے مرکز کے زیر انتظام ہیں ۔ جب سے ہم سینیٹ کے ممبر منتخب ہو کر آئے ہیں وفاقی حکومت نے تمام Political agents کو یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ اے ڈی پی بناتے وقت اور Site Selection کرتے وقت ممبران پارلیمنٹ کو اس میں شامل کیا جائے ۔ اس حکومت نے بھی یہی ہدایات تمام Political Agents کو بھیجی ہیں کہ ممبران پارلیمنٹ کو اے ڈی پی میں شامل کیا جائے ۔ اب صورت حال یہ ہے جناب کہ اگر آپ ممبران پارلیمنٹ کو بھی ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں کرتے ۔ ایجنسی کونسل جو ہے وہ لوکل کونسل کی جگہ پر کام کر رہی ہے ۔ ان کو بھی شامل نہیں کرتے تو پھر اس کو کیسے آپ اے ڈی پی کہہ سکتے ہیں ۔ یہ فرد واحد کی اے ڈی پی ہوتی ہے ۔

اور اس میں کسی بھی طرح سے عوام کا دخل نہیں ہوتا اور پھر یہ حکومت دعویٰ کرتی ہے
وہ عوامی ہے اور عوام کی رائے کو وہ اہمیت دیتی ہے لیکن اگر وہ خود وزیر صاحب
اس تحریک استحقاق کی مخالفت کرتے ہیں تو پھر اس کے لئے یہی بیان دینا کافی ہوگا
کہ نہیں جو ہمارا دعویٰ ہے وہ غلط ہے تو میں اپنی تحریک استحقاق بھی واپس لے
لوں گا لیکن اگر وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ حکومت عوامی ہے اور جمہوریت پر ان کا
یقین ہے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ممبران سینیٹ کو اتنے اہم ترقیاتی پروگرام میں کیوں
نظرانداز کیا جاتا ہے یہ ایک مذاق ہے بلکہ زیادتی ہے، گزشتہ پانچ سال سے
Privilege ممبران پارلیمنٹ کو دیا گیا ہے لیکن یہ جو افسران اے ڈی پی بناتے ہیں
اس پر ہمارا اعتراض ہے اور ہم نے سٹینڈنگ کمیٹی میں اس پر بڑی تفصیل سے بحث
کی ہے یہ corruption کے لئے انہوں نے کیا ہوا ہے کہ ترقیاتی پروگرام اور سکیموں
پر تیغہ فنڈ اور بنولہ فنڈ اور کیا کیا نام نہاد فنڈ لگائے گئے ہیں اور سکول بیچے جا رہے
ہیں BHUs بیچی جا رہی ہیں، ٹیوب ویل بیچے جا رہے ہیں اور اگر ہم نے اس کو
اس سطح پر ختم نہ کیا تو رشوت اور کرپشن کو بھی فروغ حاصل ہوگا۔ لہٰذا میں سمجھتا
ہوں کہ اگر تحریر شدہ بیان انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو بھیجا ہے اور اگر وہ تفصیلی
نہیں ہے تو میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ وزیر مملکت کے آنے تک اس کو ڈیفر کیا
جائے تاکہ وہ تفصیل سے اس کا جواب دے سکیں۔ کیونکہ ان کو صرف یہ تحریری بیان
ملا ہوگا کہ نہیں، ایسا نہیں ہے۔ لیکن یہ بہت اہم مسئلہ ہے اور قبائلی علاقے کے
ترقیاتی جو منصوبے ہیں۔ ان میں کرپشن اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ ہم نے خود
سٹینڈنگ کمیٹی میں جناب اخونزادہ صاحب کی صدارت میں یہ proposal دی تھی
کہ اگر یہ صورت حال برقرار رہے گی تو ہم ترقیاتی منصوبے لینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی۔ جناب سید عباس شاہ صاحب۔

سید عباس شاہ : جناب آپ کے سامنے فاضل رکن ملک فرید اللہ خان
نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ چونکہ فاٹا فیڈرل گورنمنٹ کے تحت ہے،
اس میں صوبائی حکومت کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے اور میرے خیال میں علاقے کا نمائندہ
چاہے نیشنل اسمبلی کا ہو، صوبائی اسمبلی کا ہو یا سینیٹ کا ممبر ہو اگر ان کو اس علاقے

[Syed Abbas Ali Shah]

کے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ کیا جائے تو اس سے یقیناً اور صریحاً اسی ایوان کا اور اس ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔ چونکہ یہ ایک ایسا issue ہے جو کہ Civil government کا ہے ، حکومت پاکستان اس میں involved ہے financially بھی وہ involved ہے اور ممبر کا یہ حق ہے اور اگر کوئی ڈپٹی کمشنر یا پولیٹیکل ایجنٹ کسی ممبر کی بات نہ مانے یا صلاح مشورے میں اس کو شامل نہ کرے یا Development Programme میں شامل نہ کرے تو یہ حکومت کے کام کو روکنا ہے اور اس سے بہتر کوئی موضوع استحقاق کا نہیں ہو سکتا اور یقیناً ڈپٹی کمشنر کے اس حکم سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے گا ۔ شکریہ !

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب محمد علی خان صاحب !

جناب محمد علی خان : جناب چیئرمین صاحب ! میرے معزز رکن ملک فرید اللہ خان نے جو تحریک استحقاق ابھی اس ہاؤس کے سامنے پیش کی ہے اور جن خیالات کا اظہار انہوں نے فرمایا ہے اس سلسلے میں میں بھی ان کا ہمنوا ہوں جناب والا ! نہ صرف فاٹا کی یہ حالت ہے بلکہ صوبہ سرحد کے settled districts میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے جتنے بھی A D Ps بن رہے ہیں وہاں آج تک کسی سینیٹر کو کسی ڈپٹی کمشنر یا کمشنر نے اعتماد میں نہیں لیا ۔ نہ اس کے ساتھ بات چیت کی ، اور نہ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی میٹنگ کب ہو رہی ہے اور وہ کون سے پروگرام ہیں جو اس ضلع یا ڈویژن میں بن رہے ہیں ، جہاں تک میری اپنی ذات کا تعلق ہے جناب والا ! میں پورے ڈویژن کا ممبر ہوں جس میں صوابی ڈسٹرکٹ اور مردان ڈسٹرکٹ ہے یقین جانیے آج تک کسی میٹنگ میں مجھے نہیں بلایا گیا اور یہی حال میرے جتنے بھی بھائی یہاں بیٹھے ہیں ان کا ہے ۔ ہم تو آپس میں ابھی چہ می گوئیاں کر رہے تھے لیکن میں ملک فرید اللہ خان صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ چیز آپ کے سامنے واشگاف الفاظ میں رکھی اور ہم سب کو یہ موقع عطا فرمایا کہ ہم بھی اپنے دل کی بھڑاس نکال سکیں اور آپ کے سامنے یہ چیز لا سکیں تاکہ حکومت کو پتہ لگ سکے کہ سینیٹرز کے ساتھ اپنے اضلاع میں کیا کچھ نہیں ہو رہا لہٰذا جناب والا ! یہ یقیناً استحقاق کی خلاف ورزی کی صورت بن سکتی ہے اور اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ شاد محمد خان صاحب ۔

جناب شاد محمد خان : جناب والا ! ملک فرید اللہ خان نے جو اشارتاً کہا ہے اس کا تعلق صرف اور صرف socio-economi c 5 point programme سے ہی ہے اور وہ یہ رونا رویا جا رہا ہے کہ ان کو وہاں ڈپٹی کمشنر confidence میں نہیں لیتا نہ ان سے مشورہ کرتا ہے چونکہ وہ نمائندے ہیں لہٰذا ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے میں تو یہاں جناب والا ! یہ کہوں گا کہ ۸۶ - ۱۹۸۵ ' ۸۷ - ۱۹۸۶ اور ۸۸ - ۱۹۸۷ میں جو فنڈز سابقہ حکومت نے سینیٹرز اور ممبران قومی اسمبلی کی disposal پر رکھے تھے اور جن پر محکمانہ کارروائی ہوئی ہے وہ بھی اس حکومت نے گزشتہ سال سے freeze کیے ہوئے ہیں اور ڈٹے ہوئے بیٹھے ہیں سوائے ان لوگوں کے فنڈز کے ...... میں ضلع ہزارہ ڈویژن سے عرض کروں گا کہ قاسم شاہ صاحب وہاں گئے تو ان کے فنڈز واگزار ہو گئے ایوب خان الائی نے وہاں رُخ پھیرا تو ان کے فنڈز واگزار ہو گئے نوابزادہ صلاح الدین نے اس طرف رُخ پھیرا تو ان کے فنڈز واگزار ہو گئے لیکن نہ معلوم ہزارہ کے جو تین چار سینیٹر ہیں ان کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کیوں کیا جا رہا ہے جبکہ یہ حکومت اپنے آپ کو عوامی حکومت کہتی ہے حالانکہ سابقہ فنڈز صوبائی حکومتوں کے deposit میں پڑے ہوئے ہیں صرف انہیں release کرنا ہے بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اس کی execution کی ہے کارروائی کی ہے ان کی طرف سے ایک لاوا ابلنے والا ہے لوگ عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور پھر حکومت بعد میں وہ ادائیگی کرے گی جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر یہ بات استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے اور ایک لائحہ عمل مرتب کیا جائے اور حکومت کو اس بات سے آگاہ کیا جائے کہ uniform pattern پر سب کو treat کیا جائے اور سینیٹ کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک نہ کیا جائے ' شکریہ !

اخونزادہ بہرہ ور سعید : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ' جناب چیئرمین ملک فرید اللہ خان صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے وہ میں سمجھتا ہوں بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ Federally Administered Tribal Areas یا جس کو فاٹا کہتے ہیں اس کو اس ارادے سے یا اس خیال سے مرکز کے تحت رکھا گیا ہے تاکہ اس کی جو کل ذمہ داری ہے فنڈز کی ہو یا سیاسی انتظام کی ہو مرکز اس کو نبھا سکے بدقسمتی سے جو طریقہ کار انگریز کے وقت سے رائج ہے وہی طریقہ کار اب بھی چل رہا ہے اور سارے فنڈز جتنے بھی ہوتے ہیں ـــــ جو

[Akhunzada Behrawar Saeed]

sanctioned ہوں وہ فنڈز جو پولیٹیکل ایجنٹ صاحبان کی تحویل میں ہوتے ہیں، وہ ان کی اپنی مرضی یا صوابدید پر ہوتے ہیں یہاں میں اس بات کی وضاحت کرتا چلوں گا کہ ڈپٹی کمشنر کا نام بیچ میں لاکر وزیر صاحب یہ نہ کہیں کہ یہ تو صوبائی معاملہ ہے جہاں بھی ڈپٹی کمشنر ہے اس کی دو حیثیتیں ہیں ڈسٹرکٹ کے لئے وہ ڈپٹی کمشنر ہے اور قبائل کے لئے وہ پولیٹیکل ایجنٹ ہے اور وہ directly گورنر کے ماتحت ہے اور گورنر آئین کی رو سے صدر کا نمائندہ ہے اس لئے ہمیشہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ جب بھی قبائل کے متعلق اے ڈی پی بنے تو اس میں کم از کم ان کے نمائندے جو بھی ممبران قومی اسمبلی اور سینیٹرز ان کو شریک کیا جائے مگر وہ اس چیز کو avoid کرتے ہیں آخر کیوں؟ وجہ کیا ہے؟ صرف یہ کہنا کہ سینیٹرز اس حکومت کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے یا ممبران قومی اسمبلی اپنے ضمیر کے مطابق کام کرتے ہیں اور ان کو یہ سزا دی جائے، یہ ایک غلط مفروضہ ہے حقیقت یہ ہے کہ جو فنڈز حکومت کی sanction سے پولیٹیکل ایجنٹس کو ملتے ہیں وہ فنڈز خورد برد ہو جاتے ہیں، میں دعوے سے کہتا ہوں میں اس کمیٹی کا چیئرمین ہوں اس میں ہم نے بڑی تفتیش کی ہے گفت و شنید کی ہے اور جس طریقے سے یہ فنڈز استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً میرے دوست نے اشارہ کیا لکڑی کو ایکسپورٹ کرنے کے لئے وہ چٹ دیتے ہیں وہ چٹ جاکر منڈی میں نیلام ہوتی ہے اس طرح سے جو ٹرک افغانستان سے آتے ہیں ان سے تین ہزار روپے ٹیکس پولیٹیکل ایجنٹ اپنی صوابدید پر وصول کرتا ہے گدھے کے اوپر اگر کوئی چیز آتی ہے تو اس سے تین سو روپیہ، گھوڑے اور خچر پر کوئی چیز آئے تو اس سے اور زیادہ پیسے اور اس ساری رقم کے متعلق جب میں نے کمیٹی میں پوچھا کہ یہ کس نے sanction کی ہے تو اس کا جواب یہی ملا کہ ہمیں پتہ نہیں۔ کیا حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں ہے وہ نظر رکھے کہ اتنی رقم جو قبائل سے اس طرح اندھا دھند وصول کی جاتی ہے وہ رقم آخر کہاں خرچ کی جاتی ہے اسی لئے وہ ممبران قومی اسمبلی اور سینیٹرز کو avoid کرتے ہیں کہ وہ یہ پوچھیں گے۔ بھئی ہم آٹھ سینیٹرز جو قبائلی علاقے کی نمائندگی کرتے ہیں ایوان بالا میں ہم سے کم از کم یہ مشورہ کرنا چاہیے کہ جو اے ڈی پی ہے اور اس کے لئے جتنے فنڈز ہیں جو یہاں سے بھی Sanction ہوتے ہیں اور جو باہر کے ممالک سے بھی آتے ہیں وہ فنڈز کیسے خرچ کیے جاتے ہیں نہ تو حکومت پوچھتی ہے نہ سفیران کا وزیر پوچھتا ہے اور اگر کوئی ممبر پوچھنے والا ہو تو اس کو یہ جواب ملتا ہے کہ 'I oppose it'

خدا کے واسطے oppose کرنا تو سیکھا ہے کچھ اور بھی آگے سیکھو کچھ یہ بھی بتاؤ کہ آخر کیوں oppose کرتے ہو محض اس لئے مخالفت کرنا کہ اس میں ڈپٹی کمیشنر کا نام آیا ہے یا ایک چیز کی اس لئے مخالفت کرنا کہ یہ اس سینیٹر سے اور قومی اسمبلی کے ممبر کی طرف سے ہے جو اس ، حکومت کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اس لئے اس کو Oppose کرنا ہے...... خدارا ایک سال گزر گیا ہے اب کچھ ہوش سنبھالو ملک کو بہت زبردست نقصان پہنچ رہا ہے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ خدا کے واسطے اس ایک سال سے کچھ سیکھو کہ تم نے اس سال میں کیا کھویا اور کیا پایا ، پایا تم نے کچھ نہیں صرف کھویا ہے ۔ خدا کے واسطے اور نہ کھونا اور یہ قبائل اگر آپ سے بدظن ہو گئے جنہیں آپ بدظن کر رہے ہیں ، تو آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ قبائل اگر آدھے ادھر ہیں تو آدھے افغانستان میں بھی ہیں اس کا اثر یا ردعمل ادھر بھی ہو سکتا ہے اور اس سے مخالف عناصر ، دشمن عناصر ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس لئے بہتر طریقہ یہ ہوگا کہ اس تحریک کو چونکہ یہ Central Subject ہے ہم ان کی نمائندگی کرتے ہیں یہ معاملہ براہ راست سنٹر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس کے لئے کوئی اور بہانہ نہ ڈھونڈیں بجائے اس کے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے میں درخواست کروں گا کہ اس کو آپ admit کریں تاکہ اس پر ہم تفصیلی بحث کریں میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جو مواد اس کے متعلق میں آپ کے سامنے پیش کروں گا ، پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کو اس کی تردید کرنے کی جرأت نہیں ہوگی ، میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو آپ admit کر کے اس پر بحث کریں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! ڈاکٹر نورجہاں صاحبہ ۔

ڈاکٹر نورجہاں پانیزئی : جناب چیئرمین ! میرے معزز ساتھی ملک فرید اللہ خان صاحب نے اس تحریک کے بارے میں جو کچھ کہا میں اس کی مکمل تائید کرتی ہوں ۔ جناب والا ! میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ سینیٹ ہی ایک ایسا ادارہ ہے جس میں سارے صوبوں کی برابر کی نمائندگی ہے لیکن بدقسمتی سے اس حکمران پارٹی کو اس سے شکایت رہی ہے ہمیشہ جمہوریت میں ایک صحت مندانہ اپوزیشن ہوتی ہے لیکن اس حکومت میں نہ تحمل ہے نہ برداشت ، اس سینیٹ نے حکومت کی مخالفت برائے مخالفت کبھی نہیں کی اپوزیشن نے جو کچھ کیا اس حکومت کو راہ راست پر لانے کے لئے کیا جو بدنصیبی

[Dr. Noor Jehan Panezai]

سے نہ راہ راست پر آئی ہے نہ انشاء اللہ آئے گی۔

جناب والا! یہی فاٹا ایک ایسا علاقہ ہے جہاں پر اس کے ممبران صوبائی اسمبلی نہیں ہیں سب سینیٹرز اور ممبران قومی اسمبلی ہیں اور ان کا جو علاقہ ہے وہ آپ کو بھی پتہ ہے اور سب کو پتہ ہے کہ وہ سیاسی طور پر کتنا حساس علاقہ ہے ان پروگراموں میں وہاں کے ان نمائندوں کو کوئی نمائندگی نہیں دی جاتی۔ کسی اے ڈی پی کی میٹنگ میں نہیں بلایا جاتا...... ابھی جناب والا! یہ پچھلے دنوں پشاور میں ایک less developed areas کے لئے میٹنگ ہوئی تھی جس میں میں بھی موجود تھی اور اس میٹنگ میں گورنر صاحب بھی موجود تھے لیکن وہاں بھی یہ شکایت کی گئی کہ یہاں کے منتخب نمائندوں کو کسی ADBP بنانے میں شریک نہیں کیا جاتا۔ آپ کو وہاں قبائلی علاقے میں جانے کی ویسے بھی ہمت نہیں ہے تو آپ یہاں بیٹھے بیٹھے سکیمیں بنا لیتے ہیں آپ کو کیا اندازہ ہے کہ یہ سکیم صحیح ہے، یا غلط یہاں سے فاٹا اور قبائلی علاقے پر چھڑ راہٹ نہیں ہو سکتی وہاں کے نمائندوں کو اس میں مکمل طور پر شامل کرنا چاہیے کیوں کہ وہاں کے مسائل کے بارے میں وہاں کے نمائندے ہی آپ کو صحیح بتا سکتے ہیں۔ اب کچھ tribal areas میں ایسے areas ہیں جہاں پر گاڑی چل سکتی ہے، وہاں تو آپ کی گورنمنٹ کے لوگ آ جا سکتے ہیں لیکن وہ علاقے جہاں پر بذریعہ گاڑی آجا نہیں سکتے وہاں آپ کسی guide کے بغیر نہیں جا سکتے یہاں تو آپکو tribals سے اتنا خوف آتا ہے کہ آپ اپنے بچوں کو بھی ڈراتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم tribal area میں جا رہے ہیں یہاں بیٹھے بیٹھے آپ نے یہ schemes کیسے بنا لیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اب تو رولنگ پارٹی نے اللہ کے فضل سے زکوٰۃ جو ایک چیز صوبائی حکومت کا حق تھا وہ بھی پیپلز پروگرام میں ڈال دی ہے یہ سارا کچھ ہوتے ہوئے بھی نیشنل اسمبلی کے چار ممبران پر تو کچھ مہربانیاں ہونگی باقی چار کا بھی مجھے پتہ ہے اللہ فضل کرے اب ان بیچاروں کا جو ہونا ہے تو میں آپ سے درخواست کروں گی اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس ہاؤس میں اس پر بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ

دان ہم می کند آنچہ دانا کند

ولیک بعد از خرابیٔ بسیار

مقصد یہ ہے جناب والا ! سال کی کارکردگی سے ان کو عبرت لینی چاہیئے تھی وہ تعجل سے ایک اقدام کرتے ہیں دو دن کے بعد پھر سجدہ سہو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے غلطی ہو گئی جس طریقے سے تمام ہاؤس نے یہ بتلایا کہ ہمارے سارے منصوبے روک دیئے گئے ہیں ہمیں کم از کم بتلا دیا جائے کہ ہمارا جرم کیا ہے ہمارے منصوبے جو عوام کے لئے تھے، میرے اپنے منصوبے جو آبنوشی کے متعلق ہیں ان کو اس وقت بند کر دیا گیا ہے میں اپنے ضلع کی Housing Committee کا چیئرمین ہوں لیکن آج تک یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم اتنے ہاؤس بنائیں گے اتنی بلڈنگیں بنائیں گے اور اتنے گھر بنائیں گے اور غریبوں کو دیں گے میں نے یہاں آتے وقت بھی ڈی سی سے پوچھا تھا کہ بھئی اس کے متعلق کیا ہو رہا ہے اور کم از کم اتنا تو بتلایا جائے کہ کیا میں معزول ہو چکا ہوں یا اس عہدے پر قائم ہوں schemes جاری ہیں یا جاری نہیں ہیں کیا ہو رہا ہے کم از کم اتنا تو ہمیں بتلا دیا جائے میں فرید اللہ خان کی اس تحریک استحقاق کی تائید کرتے ہوتے کہوں گا کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس ترمیم کے ساتھ کہ جو settled علاقے ہیں ان پر بھی بحث کی جائے اور کمیٹی ان پر بھی غور کرے کہ ان کی سکیموں کو کیوں روکا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ قاضی صاحب نوبزادہ جہانگیر شاہ صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : یہ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ ہم چاہتے تو جمہوریت ہیں مگر جب جمہوریت مل جاتی ہے تو پھر ہمیں وہ راس نہیں آتی۔ چاہتے یہ ہیں کہ اپنی مرضی کو بزور شمشیر نافذ کریں فاٹا tribal area ہے ان کی حکومت میں ماسوائے ان چند سینیٹرو کے اور کوئی نمائندگی نہیں ہے جو جرگہ ہے وہ بھی معلوم ہے وہ لوگ بھی پولیٹیکل ایجنٹ کے کہنے سے باہر نہیں جاتے ہیں چنانچہ گورنمنٹ جتنے بھی فنڈز tribals area کے لئے مختص کرتی ہے اس کو بروئے کار لانے کے لئے جو بھی سکیمز ہیں وہ پولیٹیکل ایجنٹ کے ارد گرد گھوم رہی ہیں جیسے وہ چاہے ویسے اس پر عمل کرے یہ ملک فرید اللہ خان کی جو تحریک استحقاق ہے یہ قابل غور ہے آج سے ہی ہمیں کوئی قدم اٹھانا چاہیئے اور قبائلی علاقے کی آواز کو ان ذریعے سے ان ایوانوں میں سنی جانی چاہیئے اور اس پر عمل کیا جانا چاہیئے کوئی بات نہیں ہے کہ آج جو سینیٹ ہے ان کو قبول نہ ہو کل وہ سینیٹ آئے جس میں ان کے اپنے نمائندے ہوں ان کو بھی یہی تکلیف پیش آئے تو میرے خیال میں ایک قاعدے کے مطابق ہمیں چلنا چاہیئے

[Nawabzada Jehangir Shah Jogezai]

ضروری ہے کہ ہر پولیٹیکل ایجنٹ اپنی ایجنسی کی جتنی بھی سکیمیں ہیں ان میں اپنے قومی نمائندوں کو شامل کرے تاکہ لوگوں کی نمائندگی ہو سکے جس طرح سے بھی ہو ان کو اس کام میں شامل کیا جائے تب ہی جمہوریت آگے چل سکتی ہے میں ملک فرید اللہ خان کی اس تحریک کی پرزور تائید کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری: شکریہ! جناب چیئرمین! ملک فرید اللہ خان صاحب نے پیپلز ورکس پروگرام کے فنڈز کے ضمن میں یہ تحریک پیش کی ہے، یہ جو پیپلز ورکس پروگرام ہے، اول تو ہم اسے Federal subject ہی نہیں مانتے۔ محترم چیئرمین پہلی بات یہ ہے کہ یہ جو فاٹا ہے یہ خالصتاً Federal subject ہے اور یہ Federally Administered Tribal Area پیپلز ورکس پروگرام بھی اس حکومت نے پوری طرح یہ اہتمام کیا کہ ہر جگہ کا جو admin-istration ہے وہ شکست خوردہ عناصر کے ہاتھ میں دے دیا جائے فاٹا میں شاید ہی ان کو ہارے ہوئے لوگ نہیں ملے، انہوں نے اس بات کا اہتمام یوں کیا کہ ان کو ڈپٹی کمشنروں اور دوسری انتظامیہ کے ہاتھ میں دے دیا جائے، ڈپٹی کمشنر یا انتظامیہ کا اہل کار جو اس علاقے سے تعلق نہیں رکھتا اس کی اس علاقے میں footing نہیں ہے standing نہیں ہے اس کا وہاں کوئی مستقبل نہیں ہے نہ وہ اس علاقے کو جانتا ہے مگر وہاں کی ترقی اور وہاں کے کام کے بارے میں جو فاٹا کے لوگ ہیں جو وہاں کے ممبران ہیں وہ بہتر طور پر جانتے ہیں اور میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کراتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی اسی طرح کی ایک تحریک ڈاکٹر نورجہاں پانیزئی صاحبہ کی اس ایوان میں منظور ہو کر استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو چکی ہے اور وہ تحریک آج بھی استحقاق کمیٹی کے زیر غور ہے لہذا اس طرح کی مثال پہلے سے موجود ہے کہ جس موضوع کو آپ استحقاق کا موضوع بنا سکتے ہیں اسے آپ سٹینڈنگ کمیٹی میں زیر غور لا کر اس زیادتی کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ ان کی اس تحریک کو منظور کرتے ہوئے، استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! جمال سید میاں صاحب۔

Lt. Gen. (Retd) Jamal Said Mian: Thank you Mr. Chairman. I fully support the motion put up by Malik Faridullah Khan. It is actually not a very new thing. We, unlike the settled area, the Senators from the Tribal Areas are belonging to particular constituencies. We each are representing an agency. There is one MNA and one Senator from each agency. We are not like the

Senators from the whole province but we belong to a particular agency. the funds allotted to us in the previous government were for that particular agency. We could not spent it anywhere else and if our funds lapse, it means that particular part of the agency is not going to be developed to the extent that it was intended.

The second thing is that it is not now but every Governor repeatedly have been asked by all of us, all the Senators and all the MNAs that in making of the ADP they should try to associate us so that we should have at least a feeling that we are represented on the affairs of the Tribal Areas and we can give, them good advice I am sure, as most of us have a lot of experience and much more experience than the political Agents that we have today. We can give a very viable advice to them. Every Governor has . romised us that we would be represented, we would be asked in making the ADP but then the ADP is approved and we are told later on that we have approved the ADP. Have you got any point? We don't have any point when the ADP is approved and this approval is all done by the political Agents, by the Commissioner, by the Governor or by the Development Secretary and the whole thing is closed there. We have no representation at the provincial level and we have only eight M.N.As at the federal level. So, in the budgewe have no say. At the provincial level we have no say and whatever you put up here they say, 'we will ask the province.' The province is only the Governor for us and the Governor only gives his point of view and never our point of view. So, I request that it is time that we should discuss this threadbare and see that this government is showing the signs that they are going to have us represented on all the money matters and if that is so then this thing will bring very good results to the government as to what should be done in the future. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Mr. Hasan A. Shaikh.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, I fully support the motion moved by Malik Faridullah. This motion really speaking as a principle is applicable to the whole of Pakistan today. In the former (Junejo's) regime certain projects were sanctioned. Money was sent from the central government to the implementation authority, in Karachi implementation authority was KDA. The KDA completed two schemes they were handed over to the people for whom they were made, they are being run there. The remaining schemes are lying where they were at the time this government came into being.

[Mr. Hasan A. Shaikh]

This so called democratic government does not even realize that the money of the people is being wasted. The Scientific Minister questions my statement, I tell him scientifically it is anti-democratic to allow the people's money to lie there without any use. You would complete a scheme, and then the question of handing it over through the Senator or through anybody will arise. I tell you Sir, an interesting story. The KDA was implementation authority but they did not complete the school supposed to take over the school, as to pay so much for not building. Now they have sent a notice to the authorities who were completing the school in time on the non-utilization of the plot. Sir, believe me, it is KDA itself responsible but the scientific people do not understand this. Their science shows only one direction and that is anti-democratic, anti-people direction.

Thank you Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Subedar Sahib,

آپ کچھ کہنا چاہتے تھے ۔

صوبیدار مندوخیل : میں اس تحریک کی پرزور حمایت کرتا ہوں جو فرید اللہ خان صاحب نے پیش کی ہے، جن بھائیوں نے اس تحریک کے حق میں تقریر کی ہے میں سمجھتا ہوں ۔ کہ Tribal area کے لوگوں کی تکالیف کا ان کو احساس ہے ۔ اصل وجہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت یہ نہیں چاہتی ہے کہ اپنے مخالف سینیٹروں کو فنڈز دیئے جائیں ۔ اس لئے اب یہ فنڈز ڈی سی اور پولیٹیکل ایجنٹ کے ذریعہ استعمال کرتے ہیں ۔ ہمارے جو پولیٹیکل ایجنٹس ہیں ظاہر بات ہے کہ وہ ان علاقوں سے تعلق نہیں رکھتے ہیں ۔ اس لئے ان کو ان علاقوں کی ضروریات کا پتہ نہیں ہوتا ہے، ان کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ فنڈز کہاں استعمال کرنے ہیں ۔ کس علاقے کے لئے یہ ضروری ہیں اور کس علاقے کے لئے یہ ضروری نہیں ہیں ۔ اس لئے میں اس حق میں ہوں کہ ہمارے جو منتخب ممبر قومی اسمبلی اور سینیٹر حضرات ہیں، ان کے تعاون سے اے ڈی پی سکیمیں بنائی جائیں ۔ فلاح و بہبود کی جتنی بھی سکیمیں ہیں یہ علاقے کے سینیٹرز سے پوچھ کر، ان کو دعوت دے کر بنائی جائیں اور جو فنڈز ہوتے ہیں انہی کی صوابدید پر استعمال کئے جائیں ۔

جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے اپیل کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ جتنے بھی اے ڈی پی پروگرام ہیں، وہ سینیٹروں کے توسل سے تیار کئے جائیں اور فنڈز ان کے توسل سے استعمال کئے جائیں۔ مہربانی، شکریہ !

جناب ڈپٹی چیئرمین : سید فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال : جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ موضوع سے ہٹ کر ہمارے بعض دوستوں نے کچھ باتیں کی ہیں۔ یہ مسئلہ جو پیش کیا گیا ہے یہ فاٹا میں اے ڈی پی کے سلسلے میں تھا۔ اس وقت ملک میں ۲۶ لاکھ قبائلی ہیں اور ان کی نمائندگی کرنے کے لئے آئینی طور پر آٹھ سینیٹرز ہیں اور آٹھ ایم این اے ہیں۔ یہ ان کی صحیح نمائندگی کر رہے ہیں لیکن انگریزوں کے وقت سے ایک اصول رہا ہے، وہاں انتظامی امور پولیٹیکل ایجنٹ کے ذریعہ طے ہوتے ہیں۔ میں اے ڈی پی کے سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ خود حکومت نے مصیبت اپنے سر مول لی ہے۔ ہمیشہ سے فاٹا کے ممبران کسی بھی پارٹی مفاد سے بالاتر ہو کر ایک ساتھ رہے ہیں یعنی سرکار کے ساتھ لیکن آج پہلا موقع ہے کہ سرکار خود ان کو ساتھ نہیں رکھنا چاہتی کیونکہ انہوں نے ان کے فنڈز میں رکاوٹ ڈال کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ فاٹا کے معاملے میں وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ فاٹا کے ممبران جو روایتی طور پر ان کے ساتھ تھے، آج ان کے ساتھ نہیں رہے۔ یہ ہمارے خیال میں سب کے لئے بہتر ہے لیکن جہاں تک ان کے کام کو رکوانے کا تعلق ہے، یہ ہمارے ایوان کے ممبروں کے استحقاق کی توہین ہے اس لئے یہاں پر جتنے بھی ممبران ہیں وہ ہمارے ساتھی ہیں اور آئینی طور پر یہاں آئے ہیں جیسے دوسرے صوبوں سے ممبران آئے ہیں۔ لہذا حکومت کا فرض ہے کہ ان کے استحقاق کے سلسلے میں غور کرے اور آپ اس تحریک کو admit کریں اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ کیونکہ یہ زیادتی جو ہے اب مزید برداشت نہیں کی جانی چاہیے۔ جہاں تک پیپلز پروگرام کا تعلق ہے یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے، جہاں تک جونیجو صاحب کے پانچ نکاتی پروگرام کا تعلق ہے، اس سلسلے میں جو on going projects تھے، ان کو جاری کرنے کے حکم کے باوجود بھی جاری نہیں کیا گیا اس سلسلے میں بھی لوگوں کو شکوے ہیں۔ لیکن اس مسئلہ پر پہلے ہی استحقاق کمیٹی میں ایک رپورٹ موجود ہے۔

جناب والا ! میں چاہتا ہوں کہ فاٹا کے سلسلے میں جو Privilege موشن پیش کی

[Syed Abbas Ali Shah]

گئی ہے اسے admit کیا جائے تاکہ اس سلسلے میں کمیٹی کوئی فیصلہ کر سکے۔ ایوان ان کی تحریک منظور کرے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ملک عبدالواحد صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: Sir, point of order.

Mr. Deputy Chairman: Yes, Javed Jabbar Sahib on a point of order.

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, Sir, is it admissible under the rules of procedure for Senator, Nawabzada Jehangir Jogezai to bring bags and suitcases into the Senate?

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much, I think it is not permissible for anybody to bring bags and suitcases in the House but most of the members are carrying it what can we do?

ڈاکٹر نوجہاں پانیزئی: پوائنٹ آف آرڈر، اگر وزراصاحبان بریف کیس لا سکتے ہیں تو ممبران کیوں نہیں لا سکتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! ملک عبدالواحد صاحب۔

ملک عبدالواحد خان: جناب چیئرمین! جو تحریک حاجی ملک فرید اللہ خان صاحب نے پلیش کی ہے اس کی فاٹا والے جتنے بھی سینیٹرز ہیں، سب حمایت کرتے ہیں، شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، ڈاکٹر صاحب، آپ نے ہاؤس کی رائے سن لی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جتنے معزز اراکین نے وقت لیا ہے مجھے کم از کم اس کا ایک چوتھائی تو ٹائم دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بے شک پورا ٹائم لے لیں، لیکن بات ایسی ہونی چاہیے کہ سب مل جل کر اس مسئلے کو حل کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ اس کے تین پہلو ہیں، ایک پہلو دستوری اور قانونی ہے ایک سیاسی پہلو ہے جو انہوں نے بیان فرمایا ہے تیسرا پہلو اس کا اخلاقی ہے۔ اب ہم نے دیکھا ہے جیسا کہ اس ایوان میں دعویٰ کیا جا رہا ہے،

اور کیا جاتا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب اب اس مسئلہ پر statement دے رہے ہیں جس کے بارے میں کافی معزز اراکین نے اظہار خیال کیا ہے، اس لئے ان کی بات ذرا غور سے سنیں۔

Aijaz Jatoi Sahib, I will request you personally since you are in the House, you are continuously talking to one or the other honourable Member.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : چونکہ ہمارے اس ہاؤس کا اور بہت سارے معزز اراکین کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ دستور اور قانون کی supermacy بنیادی طور پر مملکت کے لئے بہت ضروری ہے۔ اگر صحیح معنوں میں یہاں دستوری اور قانونی فرمانروائی قائم ہو جائے' تو تمام خرافات جو ہیں یہ ختم ہو سکتی ہیں۔ تو بنیادی نکتہ یہ ہے کہ اس پارلیمان کے بنیادی فرائض کی طرف توجہ دلانے کے لئے میں ایک پیراگراف پڑھ کر آپ کو سنانا چاہتا ہوں جو May's Parliamentary Practice کی بسم اللہ ہے کہ پارلیمنٹ کے اراکین کے کیا فرائض ہیں۔

Mr. Hasan A. Shaikh: point of order Sir, May's Parliamentary Practice does not deal with the Upper House, it deals with the Lower House.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It deals with both the Houses.

Mr. Deputy Chairman: Shaikh Sahib, I think, we must provide him the opportunity to give his arguments, whatever the other Members wanted to say, they have said already, so let him give his arguments on this.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : تو جناب والا ! یہ اس کا چیپٹر اوّل اور صفحہ تین ہے" کہ پارلیمانی جمہوریت کی کیا composition ہے' یہ وہاں بھی ہے، اور یہاں بھی ہے' وہاں House of Lords ہے' یہاں سینٹ ہے' وہاں House of Commons ہے' یہاں نیشنل اسمبلی ہے۔

It reads as, I quote:

"The functions of the Parliament of the United Kingdom may

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

be broadly described as legislative, functional, representational and judicial. They have been evolved over many centuries and in their present form they chiefly comprise legislation, consent to taxation and control of public expenditure, debate on government policies and scrutiny of government administration and appellate jurisdiction".

بنیادی طور پر یہ appropriate legislature کا Upper House ہے پارلیمنٹ کا
حصہ ہے under Article 50. یہ ہمیں ماننا پڑے گا اس کے تین components ہیں،
ایک سینیٹ، نیشنل اسمبلی or the president، اب بات یہ بنتی ہے کہ بنیادی طور پر
تمام اراکین پارلیمنٹ کے چار فرائض ہیں اور وہ واضح ہیں ایک legislation role ہے دوسرا
budgetary ہے تیسرا representational ہے اور چوتھا اس کا judicial role ہے
جیسے committees ہماری بنی ہوئی ہیں interpretation ہوتی ہے tribal کا cases
ہوتا ہے جو privileges کے purview میں fall کرتے ہیں اب اس کے بعد ہمیں
یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ کیا ہمارے دستور نے اس پہلو کو لیا ہے ہمارے پاس ایک contract
ہے national contract of 10 million people اور اس میں سے یہ خاص جو پارلیمان
بنی ہے اس کے ممبر یا اہلکار کے لئے بھی کچھ لکھا ہے تو آپ کی توجہ میں آرٹیکل ۶۶ کی طرف
دلاؤں گا۔

It reads as under:

"Subject to the Constitution and to the Rules of Procedure of Majlis-e-Shoora- (Parliament), there shall be a freedom of speech in Majlis-e-Shoora (Parliament) and no member shall be liable to any proceedings in any court in respect of anything said or any vote given by him in Majlis-e-Shoora (Parliament) and no person shall be so liable in respect of the publication by or under the authority of Majlis-e-Shoora (Parliament) of any report, paper, votes or proceedings".

This is a specific article which deals with other officers, instead of Members, who deal with in this very set up, that is concerned with that.

دوسرا ہمیں یہ پہلو دیکھنا پڑے گا کہ بنیادی طور پر ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قانون سازی

ہمارے پارلیمنٹ کے ارکان کا کام ہے ۔

Appropriate legislature is to make law and judiciary is to interpret, executive is to execute. This is a philosophy of trichotomy.

اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس کئی قوانین ہیں جو ہمیں Control کرتے ہیں تو یہ ہمارا
اپنا بنایا ہوا قانون ہے جو میں پیش کرتا ہوں ۔

Compilation of the Members of the parliament, their Salaries, Allowances, Privileges, Rules and Orders etc.

اگر آپ مطالعہ فرمائیں تو میں دو صفحات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔
اگر صفحہ نمبر ۲۱ اور صفحہ نمبر ۲۲ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ایک special notification
ہے وہ جناب چیئرمین میں آپ کو پڑھ سناتا ہوں ۔

In supersession of the Home Affairs Division Notification No.21/61-Public, dated 7th March, 1963, as amended from time to time. (It is amended up to 1980). The following warrant of precedence for Pakistan is published for general information.

اب یہاں پہ لکھا ہوا ہے ۔

No.16. Members of the Senate/Members of the National Assembly to take precedents over all others in the said group officers of the ranks of Lt.Gen. and equivalent.

یہ بات سمجھنے کی ہے اس میں Salaries وغیرہ اور بہت سارے items دیئے ہوئے ہیں،
اس کا آپ مطالعہ فرمائیں تو دو چیزیں ملیں گی ۔ جو چیز ہماری سیلریز ، الاؤنسز ٹیلیفون
سہولیات اور دوسری تمام چیزیں described ہیں and they are given میں جو بات
آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ غور سے سننے کی ہے ڈپٹی کمشنر کا warrants of
precedence میں کہاں مقام آتا ہے وہ گریڈ ۱۸ کا آفیسر ہے ۔ اِن کا مقام کہاں اور
اس کا مقام کہاں ؟ قانونی دستوری حیثیت میں کوئی ممبر پارلیمنٹ

Cannot sit with the Deputy Commissioner when he is the Chairman .. ..

(Interruptions)

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

He cannot do that. He must be either the Chairman himself, Senator or Member of the National Assembly according to the warrants of precedence, it is against the law.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: Let him say.Please maintain decorum of the House.

(Interruptions)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین ! میں شکرگزار ہوں۔ میرا مقصد یہ نہیں تھا۔

There is a difference in the status; there is a difference in the warrants of precedence. That is a technical thing.

اب بات یہ ہے کہ جو یہ تمام grievance فرما رہے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Deputy Chairman : Mr.Behrawar Saeed, I will attend no point of order until and unless Dr.sher Afgan finishes his statement.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: شیر، شیر کو گرانے والے ہیں گیدڑ تو کیا ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ جناب ڈاکٹر صاحب،

You please continue.No point of order during .Dr.Sher Afgan's speech.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا ! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں ایک میں مثال دینا چاہتا ہوں۔ Sir, Winston Churchil was the prime Minister

اور جس وقت جنگ عظیم ۱۹۴۵ء میں ہو رہی تھی، تو اس سے تمام یو۔کے۔ میں تباہی ہوئی کسی نے یہ تجویز دی کہ آپ ممبران پارلیمنٹ کو فنڈز الاٹ کر دیں تاکہ جہاں کہیں بہت زیادہ نقصانات ہوئے ہیں وہاں لوگوں کے لئے وہ

Expunged as ordered by the Deputy Chairman.

He said it like that That I do not want to make my کچھ نہ کچھ کرسکیں، تو
.....اب اس کا دوسرا سیاسی پہلو ہے parliament corrupt.It should be on the record.
جناب ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر صاحب! یہ فنڈز نہیں مانگ رہے ہیں یہ projects
کی Identification کے لئے consultation کی بات ہو رہی ہے، فنڈز کی بات
نہیں ہو رہی۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Allocation of funds,distribution and the projects proposed is not the function of the Members of parliament. Sir, it is clear. Member of the parliament has got four duties. Either they should represent and reframe the policies if they are wrong; they should make the law; they should do the budgetary duties or they should function. That is the point I wanted to make.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: Mr. Shad Muhammad Khan on a point of order.

جناب شاد محمد خان : جناب والا! بات یہ ہے کہ یہ اس statement سے اس
policy کی نفی کر رہے ہیں بحیثیت وزیر کیا یہ وثوق سے کہہ رہے ہیں کہ یہ بکواس ہے جو کچھ ہو رہا ہے......
جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں نہیں شاد محمد خان صاحب! آپ کو تو
Financing بھی دے رہے ہیں وہ ڈاکٹر صاحب نے کہہ دیا کہ budgetary powers
اور budgeting کی powers بھی دے رہے ہیں وہ بھی دلائیں گے آپ کو، جی ڈاکٹر
صاحب فرمائیے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi : The privilege to pass the **Finance Bill or the money matters is with the National Assembly. That is a special privilege, given to the National Assembly under the** Constitution.

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ تھوڑے amount کی بات کر رہے ہیں ہمارے پاس
شکایت لا رہے ہیں یہ بُری بات ہے۔
ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اب سیدھی سی بات ہے۔ ایک پہلو ہے قانونی

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

ستوری لحاظ سے اور قانونی حیثیت میں کسی پارلیمنٹ کے ممبر کو یہ حق حاصل نہیں ہے نہ
ن کا یہ استحقاق ہے دوسرا یہ اس کا سیاسی پہلو جو یہاں کہا گیا ہے اس سے میں اتفاق
یں کرتا۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں
ں سے اتفاق نہیں کرتا۔ یہ خود یا گورنمنٹ اتفاق نہیں کرتی۔

Mr. Deputy Chairman : On behalf of the government he is speaking. No point of order.

کریں جب ڈاکٹر صاحب ہی ڈاکٹر صاحب کے سامنے آجائیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین ! یہ تو وہی بات ہوگئی کہ اللہ
بعد وتّے والے بات تو سنتے نہیں جیسے نماز نہ پڑھو۔ اس سے آگے نہیں پوچھتے کہ مزید
میں کیا حکم ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میری گزارش ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو بات مکمل کرنے دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنی بات تو خاموشی سے
انا چاہتے ہیں مجھے افسوس ہے کہ یہ سننا کیوں نہیں چاہتے اگر سنتے ہوتے تو....

جناب ڈپٹی چیئرمین : فرمایئے ڈاکٹر صاحب ضرور سنیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : دوسرا اس کا ہے سیاسی پہلو جو وہ پہلے ارشاد فرما
ہے تھے۔ کہ سیاسی اور انتقامی طور پر وہ نشانہ ہم بن رہے ہیں کیونکہ وہ ہمارے ہمنوا نہیں
ہے۔ اس لئے ان کے فنڈز روک لیے گئے ہیں تو گذارش یہ ہے کہ اس تحریک استحقاق
متن کو اگر آپ پڑھیں انہوں نے تسلیم کیا ہے حکومت کی طرف سے متعلقہ اہلکاروں کو حکم ملا ہوا ہے
ان کی باتوں پر عمل کریں۔ اگر موشن جناب چیئرمین آپ پڑھیں تو اس میں تسلیم
ہوا ہے اور انہوں نے خود تسلیم کر لیا ہے اگر حکومت کی بدنیتی ہوتی تو وہ ہدایات
ے دیتی وہ یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ ہدایات حکومت نے دی ہیں اگر ہمارے معزز
کین اس صورت حال سے دوچار ہیں تو اس کا حل اور ہے اگر ان کو اس قسم کی
یت ہے تو باہمی بیٹھ کر بات چیت کریں یہ استحقاق کا مسئلہ نہیں ہے، انتظام
م کا مسئلہ ہے ان کا یہ حکم ہونا چاہیئے۔ Call Attention Notice کی ایک provision

موجود ہے اس میں یہ لاتے یہ تحریک استحقاق بنیادی طور پر اس صورتحال میں بنتی نہ
ہے میں یقین سے کہتا ہوں کہ جگہ گورنمنٹ ہدایات دے چکی
ہے کہ وہ ، ممبران پارلیمنٹ یا سینیٹرز کو فاٹا کے nual Development Programme
میں شریک کریں ، ہمارے آپ بھائی ہیں ، ان کی اگر development ہو سکتی ہے او
ان عوامی نمائندوں کی وساطت سے بہتر ہو سکتی ہے تو موجودہ حکومت کی تو خواہش ہے
اور یہ کہنا کہ یہ نام نہاد حکومت ہے تو کیا پچھلی مارشل لاء والی نام نہاد نہیں تھی ، یہ نا
نہاد ہو گئی ۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : اب آپ نے بھی تو کہہ دیا ڈاکٹر صاحب ۔ فرق تو نہیں
پڑا ۔

<u>ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی</u> : یہ عوام الناس نے منتخب کی ہے وہ جنگل کے قانو
کے تحت بنتی رہی ہیں وہ نام نہاد تھیں ۔۔۔

<u>جناب محمد طارق چوہدری</u> : پوائنٹ آف آرڈر جناب ۔

Mr. Deputy Chairman: Yes Tariq Chaudhry Sahib again on a point of order.

<u>جناب محمد طارق چوہدری</u> : محترم چیئرمین مجھے اس بات پر انتہائی اعتراض ہے کہ اس ایوا
میں دو وزراء جو خود سینیٹ کے ممبر بھی ہیں اور ساری صورتحال کو سمجھتے بھی ہیں ان
کو ساری بات کا پتہ بھی ہے وہ سمجھتے بھی ہیں سمجھا بھی سکتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے سینیٹر
اور معقول وزراء کے ہوتے ہوئے ۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : مجھے خوشی ہوئی ہے یہ بات سن کر ۔

<u>ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی</u> : اب بات یہ ہے کہ اس کا ایک technical پہلو ہے
یہ admissible ہے یا نہیں ہے ، بنیادی طور پر یہ admissible نہیں ہے ۔ میں جناب
چیئرمین! عرض کرنا چاہتا ہوں ، اگر اس قسم کی کوئی صورتحال پیدا ہو گئی ہے تو میں یقین
سے کہتا ہوں اور انہیں میں یقین دلاتا ہوں ۔۔۔۔

<u>میر حسین بخش بنگلزئی</u> : جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کا وقت ضائع کیا جا
رہا ہے مہربانی کرکے آپ ڈاکٹر صاحب سے کہیں کہ

بحکم جناب ڈپٹی چیئرمین الفاظ حذف کئے گئے ۔

Up to the point آجائیں ۔ جو کچھ وہ کہنا چاہتے ہیں وہ کہیں ۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : شکریہ لیکن یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے اس لئے کہ معزز اراکین نے جتنے points اٹھائے ہیں ڈاکٹر صاحب کو بھی حق پہنچتا ہے کہ ایک ایک کا جواب دیں ۔

<u>میر حسین بخش بنگلزئی</u> : جناب اگر آپ اس کا record سن لیں تو آپ کو غیر متعلقہ باتوں کے علاوہ کچھ سنائی نہیں دے گا ۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : بنگلزئی صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ جی ڈاکٹر صاحب ۔ مولانا سمیع الحق صاحب آپ تشریف لے آئے ہیں ۔

<u>مولانا سمیع الحق</u> : میں بہت دیر سے آیا ہوں لیکن آپ کی نظر کرم کی ضرورت ہے ۔ میری ایک تجویز ہے ۔ ہر معاملہ confuse ہو جاتا ہے ۔ تو منسٹر صاحب کا نام Minister of confusion رکھ دیں ۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : مولانا صاحب اگر معاملے کو شروع سے سنا جائے تو کوئی confusion نہیں ہوتی ۔ چونکہ ہم درمیان میں آتے ہیں اس لئے confusion ہوتی ہے ۔ جی ڈاکٹر صاحب ۔

<u>ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی</u> : چونکہ ان کی سوچ ہی ایسی ہے ۔

I have to give certain things as they are. They have confused.

the whole nation every time in PNA and all that

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman : Doctor Sahib please try to conclude.

<u>ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی</u> : جناب والا ! اگر یہ سننا چاہتے ہیں تو ۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : سنائیں لیکن conclude کریں ۔

<u>ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی</u> : یہ بطور Question of privilege نہیں لایا جا سکتا میں وہ رول quote کر دیتا ہوں جس کے تحت یہ hit ہوتی ہے ۔ ۲۲(۳) کے تحت یہ hit ہوتی ہے ۔ It is not admissible دوسرا اس کا ایک اور پہلو ہے گورنمنٹ کی یہ کوشش ہے کہ عوامی نمائندوں کی وساطت اور اعانت سے تمام جو کام لوگوں کی فلاح و اصلاح کے ہیں ترقیاتی منصوبے ہیں جیسے فاٹا کے ہیں کیسے جائیں ، اس قسم کی اگر کوئی

قباحت موجود ہے تو میں یقین دلاتا ہوں کہ Ministry Concerned ان کے ساتھ ضرور بیٹھ کر ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرے گی اور انہیں اس قسم کی کوئی شکایت نہیں ہوگی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی شکریہ ۔ ملک صاحب آپ اس میں کیا فرمائیں گے؟ ملک فرید اللہ خان صاحب ۔

ملک فرید اللہ خان : میں ڈاکٹر صاحب کی Statement کے متعلق اتنا کہونگا، کہ وہ خود حکومت کی پالیسی، حکومت کی directive اور اپنے statement کو contradict کر رہے ہیں، انہوں نے quote کیا ہے کہ ممبران پارلیمنٹ کے کیا functions ہیں، وہ قانون سازی کر سکتے ہیں، budgetary powers ہیں Judicial powers ہیں لیکن ان کی حکومت نے خود اس کی ابتداء کر دی اور پیپلز ورکس پروگرام میں فاٹا کے ممبران کو جو نیشنل اسمبلی کے ممبرز ہیں ان کو دو دو کروڑ روپے دیئے، کہ آپ اپنے علاقوں میں ترقیاتی منصوبے اور ترقیاتی کام ان روپوں سے کریں۔ اور اس کے علاوہ جب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حکومت نے تمام Political Agent کو ہدایات جاری کی ہیں کہ ترقیاتی پروگراموں میں ممبران پارلیمنٹ کو شامل کیا جائے، اور اگر گریڈ ۱۸ کا ڈپٹی کمشنر یا پولیٹیکل ایجنٹ حکم عدولی کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیڈرل گونمنٹ کی توہین ہے، وزیراعظم کی بھی توہین ہے آئین کی بھی توہین ہے، پارلیمنٹ کی بھی توہین ہے، میں اس میں نہیں جانا چاہتا کہ چرچل جب یوکے کا وزیراعظم تھا تو کیا ہوا ہم اس آئین کی بات کرتے ہیں نہ کہ UK میں کیا ہو رہا ہے ہم تو یہاں اپنے آئین کی بات کر رہے ہیں، ڈاکٹر صاحب یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ممبران پارلیمنٹ کو یہ حق حاصل نہیں ہے، جب حکومت نے ایک directive دے دیا ہے کہ جب آپ اے ڈی پی بنائیں تو اراکین پارلیمنٹ کو اس میں شامل کریں اور جیسے جنرل جمال سید میاں نے یہ واضح کر دیا ہے کہ فاٹا کی پوزیشن دوسری ہے ہم ہر ایک constituency کے یا ایک ایجنسی کا ایک سینیٹر آپ کے پاس موجود ہے، ہر constituency کا ایک سینیٹر ہے اور گزشتہ پانچ سال سے جب یہ practice چلی آرہی ہے، اور اس کا تمام فاٹا میں رواج ہو گیا تھا کہ جب اے ڈی پی بناتے تھے تو ممبران پارلیمنٹ کو وہ طلب کرتے تھے اور ان سے تجاویز مانگتے تھے یہ بات غلط ہے کہ ایک گریڈ ۱۸ آفیسر چیئرمین ہے اور ممبران پارلیمنٹ گریڈ ۱۸ افسر کے پاس کیسے جاتے ہیں، یہ تاثر غلط ہے،

[Malik Faridullah Khan]

ایسا نہیں ہے جناب والا ! میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں قانون سازی ہو ہی نہیں سکتی۔ قانون سازی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ فاٹا میں کوئی قانون سازی ہے ہی نہیں کیونکہ یہ جو Jurisdiction ہے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کا وہ یہاں تک extend ہی نہیں ہوتا۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : وہ پوری پارلیمنٹ کی بات کر رہے ہیں۔

<u>ملک فرید اللہ خان</u> : پارلیمنٹ میں تو ٹھیک ہے۔ جہاں تک ہمارا قانون سازی کا تعلق ہے وہاں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کا Jurisdiction cease ہو جاتا ہے۔ Criminal Procedure Code and Civil Procedure Code is not extended to FATA.

میں تو یہ کہوں گا کہ یہ ہمارے استحقاق کا سوال ہے کہ ایک Political Agent یا ایک ڈپٹی کمشنر جو وہ خود کہتے ہیں کہ گریڈ ۱۸ کا افسر ہے اور وہ وزیر اعظم کا ممبران پارلیمنٹ کا اور صدر مملکت کا یا وفاقی حکومت کی ہدایات کو نظر انداز کر کے یک طرفہ کارروائی کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا استحقاق اور کیا ہو سکتا ہے۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : ڈاکٹر صاحب ابھی آپ نے فرمایا کہ ڈپٹی کمشنر کو حکومت کی طرف سے یا higher authorities کی طرف سے حکم بھی ملا ہے کہ وہ with consultation

<u>ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی</u> : انہوں نے خود لکھا ہے۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u> : لکھا ہے اور آپ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ ایسا ہوا ہے تو اب تو مسئلہ بڑا سادہ سا ہے اس میں یہی ہے کہ یا تو آپ فرما دیجئے کہ آپ ڈپٹی کمشنر کو ہدایت فرما دیں گے کہ ان کی جو grievances ہیں وہ دور کی جائیں اور یا یہ ہے کہ وزیر متعلقہ خود تشریف لائیں اگر آپ اس پوزیشن میں نہیں تو وہ زیادہ بہتر پوزیشن میں ہوں گے کہ وہ کچھ کہہ سکیں گے میرے خیال میں چونکہ یہ بات تو آپ نے خود کر دی ۔۔۔۔ جی محمد علی خان صاحب۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, actually I did not want to interrupt when the Minister was speaking. Whenever there is a meeting attended by the Members of the provincial Assembly, Members of the National Assembly and Members of the Senate in a district the Deputy Commissioner does not and I repeat he does not preside, he acts as Secretary of that Committee and the senior most

Member, the oldest one amongst all of them, presides over that meeting. So he just mis-stated the fact that the Deputy Commissioner presides who is of grade 18. No, the Deputy Commissioner does not preside. the senior most Member whether he is a Senator or the Member of the National Assembly, presides. Thank you, Sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی، اور secondly ڈاکٹر صاحب چونکہ یہ development schemes ہیں چاہے کسی طرح بھی آپ اس کو implement کرنا چاہیں مناسب تو یہی ہے اور پہلے بھی یہ طریقہ رہا ہے کہ جو نمائندے ہیں چاہے provicial Assembly کے ہوں چاہے وہ آپ کے District Council کے چیئرمین اور ممبرز ہوتے ہیں چاہے سینیٹرز ہوں یا ممبران قومی اسمبلی ہوں انہیں شریک کیا جاتا ہے کیوں کہ اگر آپ صرف bureaucrat حضرات پر چھوڑیں تو ان کو زیادہ suitability کا معلوم نہیں ہوتا کہ کسی area میں کسی چیز کی زیادہ ضرورت ہے اور کس طرح ہونا چاہیئے تو اس point پر ڈاکٹر صاحب میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں آپ نے involve بھی کیا ہے پچھلی حکومت نے بھی involve کیا تھا اور اس کو اس طرح continue رہنا چاہیئے جو development schemes ہیں اس area کے نمائندوں کی رائے اس میں شامل ہونی چاہیئے جب کہ یہ ساری چیز ریکارڈ پر ہے تو اب مسئلہ بڑا سادہ ہے ڈاکٹر صاحب میرے خیال میں اس کو پیچیدہ نہیں بناتے یا تو فرید اللہ خان صاحب کی آپ تسلی کر دیں کہ ڈپٹی کمشنر کو ہدایت دی جائے گی کہ وہ ان کو ساتھ لے کر چلیں گے تاکہ وہ اپنے ایریا کے projects کو lookafter کر سکیں اور اگر آپ اس پوزیشن میں نہیں ہیں تو پھر concerned Minister صاحب تشریف لائیں وہ جواب دیں جس طرح بہتر سمجھیں میرا خیال ہے یہ بڑا سادہ معاملہ ہے اس کو حل کیا جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ سیدھی سی بات ہے میں نے اس کے دو پہلو لئے تھے ایک اس کا technical پہلو ہے اور اس پہلو کو میں اس لئے لایا ہوں کہ کم از کم ہمیں پتہ ہونا چاہیئے کہ جو ہم آئین کی بات کرتے ہیں قانون کی بات کرتے ہیں فرمانروائی یا جمہوریت کی بات کرتے ہیں دعوے کرتے ہیں .....

جناب سرتاج عزیز: پوائنٹ آرڈر، جناب والا! ان کے ٹیکنیکل پہلو کا میں جواب دے دوں کہ انہوں نے پارلیمنٹ کے function بیان کیے اور کہا کہ یہی یہ کر سکتے ہیں یہ basic functions ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ پارلیمنٹ کے ممبرز اور functions perform نہیں کر سکتے مثلاً کسی بھی جگہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پارلیمنٹ کے ممبر جو ان کے علاقے کی development priorities ہیں اس کی determination میں یا اس میں advice دینے میں participate نہیں کر سکتے ہمارے ہاں Less Developed Area کی کمیٹی ہے جہاں پر وہ یہی کام کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے کے .... ایک علاقے کو آپ represent ہی نہیں کر سکتے جب تک آپ اس کی development میں حصہ نہ لیں۔ اب اس development priorities کی mechanism کیا ہے اور کس مرحلے پر وہ استحقاق بنتا ہے اور کس mechanism کے through ہوتا ہے وہ الگ بات ہے اس سلسلے میں میں آپ کی توجہ اس تحریک استحقاق کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو چند مہینے پہلے admit ہوئی تھی اور اسی میں یہ طے ہوا تھا کہ development priorities یا development funds جو ہیں development funds کا جو administration تھا Five Point programme کے اندر وہ استحقاق نہیں بنتا لیکن جب ایک دفعہ آپ دے دیں اسے کہ وہ کرے اس کا withdraw کرنا جو ہے وہ صحیح نہیں ہے یہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے کہ آپ نے قبائلی علاقے کے لئے ایک mechanism ڈویلپ کیا اس کو آپ withdraw کریں تو privilege hurt ہوتا ہے دونوں باتیں آئیں گی کہ functions میں یہ شمار ہے اور استحقاق اس طرح بنتا ہے کہ ایک دفعہ آپ دے کر واپس نہیں لے سکتے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! بات سیدھی سی ہے کہ جو مسئلہ ہے، فرید اللہ خان کا تو ہم صوبائی حکومت سے یقیناً کہہ دیں گے اگر انہوں نے یہ کام نہیں کیا تو اس Political Agent کو کہہ دیں گے جس نے یہ ان کے ساتھ مل کر ADP نہیں بنایا۔ We will ask him to do that اگر اس کے خلاف کوئی صورت حال مزید چاہتے ہیں تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ جمہوریت بڑھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت مہربانی، ڈاکٹر صاحب اس کا مطلب یہ ہوا۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اتنی لمبی لمبی تقریریں جناب چیئرمین! وہ فرماتے

ہیں اور یہاں سے لے کر صوبہ سرحد تک جاتے ہیں اور پھر خیبر سے کراچی تک چلے جاتے ہیں، یہ بھی تو کسی حدود میں رہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر صاحب ایسے ہی تو سیکھیں گے اور لمبی تقریریں کر کرکے ہی ورنہ اور کہاں سے بات آئے گی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : یہ points میں نے لکھ رکھے ہیں اگر یہ چاہیں تو میں explain کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : بہت شکریہ، ڈاکٹر صاحب اس کا مطلب یہ ہوا کہ ملک فرید اللہ خان صاحب آپ سے اور متعلقہ وزیر صاحب سے ملیں اور آپ لوگ Political Agent کو ہدایت دیں گے کہ جو ان کے ایریا میں projects تیار ہو رہے ہیں ان کے لئے ملک صاحب کی رائے بھی لی جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : بالکل جناب یہ بات ہمیں منظور ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اور یہی فاٹا کے دوسرے لوگوں کے لئے ہوگا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : بالکل جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ! جی ملک صاحب اس کے بعد اس کو press کرنا چاہیں گے۔

حاجی ملک فرید اللہ خان : جناب ! اس میں یہ ہے کہ فنانشل سال جو ہمارا ہے وہ آدھا گزر چکا ہے اور پھر ایک مہینہ ہمارا رمضان شریف کا آتا ہے جس میں ہمارے قبائلی علاقہ میں کوئی کام نہیں ہوتا تو کل چار مہینے رہتے ہیں اس پروگرام کو ختم کرنے میں تو ہم نتائج کو دیکھتے ہیں کہ اگر وہ ۱۵ دنوں کے اندر اندر تمام Political Agents نے ممبران پارلیمنٹ کو طلب کیا ان کی تجاویز سنیں، ان کی جو feasibilities ہیں ان کو اہمیت دی تو مشروط طور پر میں اس کو پریس نہیں کروں گا لیکن اگر ۱۵ دنوں کے اندر اندر اس کے اوپر عملدرآمد نہ ہوا تو جناب والا ! پھر ایک دوسری تحریک استحقاق بھی آجائے گی کہ وزیر صاحب کی یقین دہانی کے باوجود اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ، ڈاکٹر صاحب یہ تو انتظامی مسئلہ ہے گھنٹوں میں بھی حل ہو سکتا ہے، ۱۵ دن میرے خیال میں کافی وقت ہے آپ بھی افسروں کو deal کرتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : میں on the floor کہہ رہا ہوں انشاءاللہ وہ ہوگا ۔ It looks awkward کہ اس میں ۱۵ دن کی شرط ہوگی تو ہم کریں گے ورنہ نہیں کریں گے میرے خیال میں It does not look nice that with the proviso this and that پھر ہوگا، انشاءاللہ ضرور ہوگا ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میری گذارش تو سن لیں ڈاکٹر صاحب کہ اس قسم کے معاملات اگر delay ہو جائیں جیسے انہوں نے فرمایا financial year اگر گیا تو اس کی planning ہے، feasibility ہے release of funds ہے award of contract ہے، بہت ساری باتیں ہیں تو اگر within two weeks آپ کر دیں تو بہتر رہے گا ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جو مناسب سمجھیں کریں، اخلاقی طور میں proviso والی بات میں مناسب نہیں سمجھتا آپ جو فرما دیں ہمیں قبول ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : مطلب ہے جلد سے جلد آپ کر دینگے As soon as possible?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جی ہاں ۔

Mr. Deputy Chairman : Thank you not pressed.

pressed اگلی آئٹم ملک سعداللہ خان صاحب کی تحریک استحقاق ہے، ملک صاحب پڑھ دیجئے ۔

حاجی ملک فرید اللہ خان : جناب چیئرمین ! اگر اجازت ہو تو میں ملک سعداللہ خان صاحب کی جانب سے یہ تحریک پڑھ دوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : پڑھ دیں ۔

II- RE: FAILURE OF T & T DEPARTMENT TO PROVIDE TELEPHONE CONNECTION ON THE RECOMMENDATION OF A SENATOR

حاجی ملک فرید اللہ خان : میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان بالا مندرجہ ذیل مسئلے پر غور فرمایئے میں نے ایک ذاتی درخواست برائے تنصیب ٹیلیفون بتاریخ ۱۲ اگست ۱۹۸۹ء رجسٹریشن نمبر ۱۱۹۶۰ ڈائریکٹر جنرل، ٹی اینڈ ٹی کو بھجوائی درخواست پر میں نے ان کو یہ بھی لکھا کہ میرے ذاتی کوٹہ سے یہ ٹیلیفون نصب کیا جائے لیکن انہوں نے ٹیلیفون نہیں لگایا پھر میں نے وزیر مواصلات کو درخواست دی انہوں نے اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کو حکم دیا کہ فون لگایا جائے پرائیویٹ سیکرٹری نے ان کو تحریری احکام بھجوائے مگر محکمہ ٹیلیفون نے

ایک بار پھر معذرت کر لی محکمہ ہذا رشوت اور بدعنوانیوں میں ملوث ہے اور اپنی روایتی ہٹ دھرمی کی وجہ سے وہ ممبران پارلیمنٹ کا بھی پاس نہیں رکھتے محکمہ ہذا اور افسران کے اس رویہ کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا معزز ایوان اس تحریک پر غور فرمائے۔

Mr. Deputy Chairman: Is it being opposed?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں آپ کیا کہوں جی! آپ جانتے ہیں کہ اس پر Hundred and ten times it has been decided that that does not become a breach of privilege. We had got lot of precedents, I can quote so many.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! ساتھ ساتھ یہ بھی ہاؤس میں شہرت ہے کہ کئی دفعہ commitment ہو چکی ہے کہ ہم یہ continue کریں گے اور آپ کو دیں گے اور ہم نے ہدایت دی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اگر سینیٹر حضرات اپنے کوٹے میں سے دیں تو ان کے ساتھ اس قسم کا سلوک ہوتا ہے اس کا نوٹس آپ کو اور ہم کو لینا ہوگا یا تو اس کو discontinue کر دیں۔

حاجی ملک فرید اللہ خان: جناب یہ سینیٹر صاحب کا ذاتی ٹیلیفون ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اگر وہاں پر ایسی بات ہوئی ہے تو آپ اس کی سرزنش کریں، بطور چیئرمین یہ آپ کو بتلائیں آپ انہیں بلوا کر ان کو سرزنش کریں یا آپ منسٹر کو لکھ کر بھیجیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں کیوں منسٹر کو لکھ کر بھیجوں یہ تو ایوان کا مسئلہ ہے ہمارے تو اپنے مسائل بہت ہیں۔ Dr.Sahib it is not the way. یہ تو چیئرمین یا سپیکر کا معاملہ نہیں ہے کہ وہ کسی منسٹر کو لکھے یا کسی ڈائریکٹر جنرل کو لکھے یہ وزیر متعلقہ نے On the floor of the House commitment. کی ہے کہ ٹیلیفون ملیں گے۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی: پوائنٹ آف آرڈر، ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ منسٹر صاحب یہاں آتے ہیں، منسٹر صاحب یہاں نہیں آتے ہمیں تو نہیں ملتے، شاید ڈاکٹر صاحب کو ملتے ہوں ہمیں تو وزیر مواصلات کہیں نہیں ملتے۔

حاجی ملک سعد اللہ خان: اس کے بارے میں گواہ کی ضرورت نہیں ہے ہر ایک منسٹر کو بھی پتہ ہے ہر ایک ممبر کو بھی پتہ ہے کہ یہ محکمہ رشوت لیتا ہے میرے ساتھ دو فون لگے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیسے فون لگوائے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ۲۴ ہزار روپیہ

[Haji Malik Sadullah Khan]

دیا ہے جو لکھ لیتا ہے وہ ایک بہانہ ہوتا ہے جب تک پیسہ نہیں دے گا نہ منسٹر کا حکم مانتا ہے نہ ہمارا کہنا مانتا ہے یہ سب ایسی باتیں ہیں ، بجلی والا محکمہ ہے اس کا بھی یہی حال ہے یہ ٹیلیفون والا ہے اس کے بارے میں سب کو پتا ہے...... آپ کو بھی پتا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی ، ملک فرید اللہ خان ، ابھی انہوں نے تو فرمایا نہیں لیکن ڈاکٹر صاحب oppose کر رہے ہیں ۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جمال سید میاں : سر! انہوں نے oppose کر دیا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : نہیں نہیں ، انہوں نے ابھی تک oppose نہیں کیا ہے ۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جمال سید میاں : نہیں کیا تو پھر آپ اس کو privileges committee کے حوالے کریں ۔

حاجی ملک فرید اللہ خان : ایک تو یہ سینیٹر صاحب کا ذاتی ٹیلیفون ہے انہوں نے کسی اور کے لئے recomendation نہیں کی ہے یہ حاجی سعد اللہ خان کا ذاتی ہے پھر ڈائریکٹر جنرل کو لکھ بھیجا کہ یہ میرا ذاتی ٹیلی فون ہے ، اس کے بعد وزیر موصوف نے اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کو کہا کہ ان کا ٹیلی فون لگا دیا جائے اور اس کی نقل ہم نے لگا دی ہے محکمہ ٹیلی فون نے پھر بھی معذرت کر دی اب اس کے بعد تو تیسرا مرحلہ وزیر اعظم صاحبہ ہی ہو سکتی ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر صاحب جیسے ملک صاحب فرما رہے ہیں ....

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا ! وہ بات صحیح کر رہے ہیں اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور منسٹر صاحب نے بھی کوشش کی ہے اب یہ ان کو پتہ ہوگا کہ technically وہ feasible نہ ہو ...... ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ڈاکٹر صاحب یہ بات نہیں ہے اگر technically feasible نہیں ہے تو They are supposed to inform the honourable member کہ یہ ان بنیادوں پر technically feasible نہیں ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اس میں جناب چیئرمین صاحب میں گذارش کرتا ہوں...

جناب ڈپٹی چیئرمین : وہ بعض اوقات کرتے ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : ہر چیز کا ایک پیرامیٹر دیا ہوا ہے یہاں تک ممبر کا becaus you have gone through this process تو ممبر جو ہے اس کے privileges میں ٹیلیفون دیا

ہوا ہے۔ ٹیلی فون اس کا personal ہے ایک تو لگتا ہے اس کے لئے بھی کچھ قیود ہیں.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب آپ کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے قیود میں مثلاً pairs نہیں ہے Limitation ہے لائن نہیں ہے۔ estimated cost بہت ہے لیکن کچھ reason تو دینی چاہیئے اس طرح bluntly آنریبل ممبر کو کہہ دینا.....

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: تو آپ اسے admit فرمالیں کمیٹی کے پاس ساری صورت حال آجائے گی۔

If the officers concerned have committed the guilt, they must be punished.

Mr. Deputy Chairman: Right, the privilege motion is admitted and referred to the Committee.

FURTHER DISCUSSION ON THE QUANTUM OF PROVINCIAL AUTONOMY

Mr. Chairman: Motion under rule 194, further discussion on the following motion moved by Mir Hazar Khan Bijarani on 18th September, 1989:-

"This House may discuss the effective implementation of the quantum of the provincial autonomy as assured to the federating units of Pakistan in the 1973 Constitution."

اب میرے پاس لسٹ ہے اور پہلے نمبر پر۔

جناب شاد محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! پہلے بھی کافی لوگوں کو بولنے کی دعوت دی گئی لیکن کسی نے تقریر نہیں کی پھر wind up کرنے کے لئے ڈاکٹر شیر افگن صاحب کھڑے ہوئے۔ He had to wind up this thing اور یہ لسٹ ختم ہو چکی ہے اس دن نام بولتے رہے لیکن جناب چیئرمین صاحب کوئی نہیں اٹھا۔ بار بار نام پکارے گئے یہ ہاؤس کا decision ہو گیا He should wind up this issue

جناب ڈپٹی چیئرمین: شاد محمد خان صاحب لسٹ ابھی سیکرٹریٹ نے مجھے دی ہے کچھ اور ممبرز صاحب بولنا چاہتے ہیں آپ تو بول چکے ہیں۔

Mr. Shad Muhammad Khan: Sir, you can see the record that this was decided by the Chairman, he should wind up.

Mr. Deputy Chairman: I don't know if there is any such decision by the Chair.

لیکن آپ چونکہ فرما چکے ہیں ابھی اور ممبرز حضرات ہیں جو بولنا چاہتے ہیں۔

Then how can we stop them? محمد طارق چوہدری صاحب (نہیں ہیں) قاضی عبداللطیف صاحب

قاضی عبداللطیف : نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ' جناب والا ! اس موضوع پر بہت کچھ کہا جا چکا ہے یہ مسئلہ کافی عرصے سے چل رہا ہے ۔ اس وقت اس کا دوبارہ ابھرنا یہ ہماری وفاقی حکومت کے طریقہ ہائے کار اور اس پالیسی کا ردعمل ہے جو اس نے ایک سال سے اپنائی ہوئی ہے آپ کو علم ہے کہ سینیٹ نے اس جمہوری حکومت کے آنے کے بعد اس ملک کے مسائل کو حل کرنے اور اس کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے کیا کردار ادا کیا ہے اس نے ہمیشہ لاقانونیت محاذ آرائی اور اس ملک میں بدامنی کو ختم کرنے کے لئے جدوجہد اور کوشش کی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ آج تک نہ تو حکومت نے اس کی طرف توجہ کی ہے اور نہ اس نے حالات سے کوئی عبرت اور سبق حاصل کیا ہے ۔ آج صوبائیت ابھر رہی ہے قومیت ابھر رہی ہے لسانیت ابھر رہی ہے جبکہ یہ ملک اسلام اور پاکستان کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا کہ ہر شخص ایک دوسرے کے حقوق کا لحاظ کرے اور ان کو اپنے حقوق دینے کے لئے اعتماد میں لے یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اس بے اعتمادی کی وجہ سے ہو رہا ہے اور حکومت نے اس بے اعتمادی کو ختم کرنے کی بجائے اس کو زیادہ ہوا دینے کی کوشش ہے جس کا بین ثبوت اس سال کے اندر یہ ہے کہ پلیس منٹ بیورو ایک ادارہ بنایا گیا تھا پیپلز پروگرام ایک پروگرام بنایا گیا ہے ۔۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر ' میں معذرت چاہتا ہوں یہ محسوس نہ کریں ، خدارا یہ quantum of provincial autonomy پر تقریر ہے قانونی دستوری پہلوؤں پر بتائیں کہ ان میں کونسی کمی ہے کونسی نہیں ہے ۔

This is just criticism over the government, nothing else. The President's Address is coming, there the whole story will be revealed.

Syed Abbas Shah: Point of order.

Mr. Deputy Chairman: Yes, point of order. Syed Abbas Shah.

سید عباس شاہ : میں آپ کی ضرور اس چیز پر رولنگ مانگوں گا کیونکہ جب debates ہوتی ہیں تو اس میں ممبران کو یہ حق ہوتا ہے کہ ہر طرح سے اپنی رائے پیش کریں

اور ڈاکٹر صاحب کا یہ اعتراض اس پارلیمنٹ کی traditions کے بالکل خلاف ہے اس موقع پر میں آپ سے کہوں گا کہ ڈاکٹر صاحب کو اس سے روکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : پیر صاحب شکریہ ، قاضی صاحب گزارش یہ کروں گا پیر صاحب نے جیسے فرمایا general discussion جب ہو جیسے کہ داخلہ پالیسی پر ہو خارجہ پالیسی پر ہو Presidential Address پر ہو تب تو ہم سارے پوائنٹ لے سکتے ہیں لیکن اگر کسی specific subject پر ہو جیسے quantum of provincial autonomy ہو تو گزارش یہ ہوگی کہ پہلے ان points کو highlight کیا جائے جیسے provincial autonomy نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے ہاں تکالیف کیا ہیں۔

قاضی عبداللطیف : مجھے افسوس ہے شاید آپ پیر صاحب کی بات سمجھے نہیں ہیں پیر صاحب نے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ ڈاکٹر صاحب نے جو مداخلت کی ہے اس کو روکا جائے.....

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں پیر صاحب کی بات کو سمجھ گیا ہوں وہ میں نے ڈاکٹر صاحب سے request کی ہے۔

قاضی عبداللطیف : آپ نے ڈاکٹر صاحب کو تو ہدایت کی نہیں مجھے ہدایت دے رہے ہیں بھئی سوال یہ ہے میں یہ بتلا رہا ہوں کہ یہ صوبائی خودمختاری کا مسئلہ کیوں پیدا ہوا ہے میں بتلا یہ رہا ہوں کہ آج کل یہ کشیدگی کیوں بڑھ گئی ہے میں اس کی بنیاد بتلا رہا ہوں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ صوبے آپس میں اکٹھے رہ رہے تھے باہمی اعتماد تھا موجودہ حکومت کے آنے کے بعد..... جناب والا! میری گزارش ہے کہ اگر ڈاکٹر صاحب ہماری بات سنتے نہیں ہیں تو جواب کیا دیں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : خان بہادر خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے علاوہ بھی ایک وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! میں نے پرسوں بھی یہ کہا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ انعام دیا ہے کہ چاہے بات سنیں یا نہ سنیں ، چاہے سمجھیں یا نہ سمجھیں ، وہ اس کا جواب دے سکتے ہیں یہ خدا کی دین ہے ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ

[Qazi Abdul Latif]

پھر اس کے اسباب کیا ہیں، ان اسباب کا میں تعین کر رہا ہوں کہ آج اس کے اسباب زیادہ ابھر رہے ہیں اور زیادہ کشیدگی پیدا ہو رہی ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم صوبوں کو وہ حقوق دیں کہ جو حقوق ان کو دستور کے اندر دیئے گئے ہیں آج اگر ان سے بجلی کی تقسیم کا معاملہ لیا جاتا ہے، اگر Placement Bureau کے ذریعہ سے ان کے حقوق میں مداخلت کی جاتی ہے اور پیپلز پروگرام کے ذریعہ سے ان کے حقوق میں مداخلت کی جاتی ہے۔ Public Service Commission کے مدمقابل ایک دوسرا ادارہ بنایا جا رہا ہے اور ان کی حکومت میں مداخلت کی جاتی ہے تو اس طرح سے صوبوں کے اندر بے چینی کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اکٹھے رہیں، لیکن بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وفاقی حکومت نے شاید یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہمیں اکٹھے نہیں رہنا ہے، ہم نے انہیں تقسیم کرنا ہے۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ تقسیم کرنے کی بات ہماری طرف منسوب نہ ہو، دوسروں کی طرف منسوب ہو یہ بھی کیا کوئی طریقہ ہے کہ پنجاب کے فنڈز روک دیے جاتے ہیں، اس کی بجلی کی سپلائی بند کر دی جاتی ہے، اور یہ کہا جا رہا ہے کہ اس کی تقسیم کا اختیار بھی مرکزی گورنمنٹ کے پاس ہے۔ میں افسوس سے کہوں گا کہ یہ پنجاب کا گورنر ٹکا خان، آج کی اخبار کی اطلاع کے مطابق، ڈپٹی کمشنروں اور کمشنروں کو یہ ہدایت دیتا ہے کہ آپ پیپلز پروگرام میں مداخلت نہ کریں۔ گورنر مرکز کا نمائندہ ہے، اور مرکز کا نمائندہ اگر اس کے اندر مداخلت کرتا ہے، اور افسروں کو آرڈر دیتا ہے تو وہاں کی انتظامیہ اور منتخب نمائندوں کا کام کیا ہے وہ اپنے افسروں اور ماتحتوں کو کیا حکم دیں گے، کیا آرڈرز دیں گے اور اگر دونوں کے آرڈرز کے درمیان تضاد پیدا ہو جاتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ صوبوں کے معاملات میں دیدہ و دانستہ مداخلت کی جا رہی ہے۔

میں گزارش کروں گا کہ آج صوبوں کی خود مختاری کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ آج صوبے اپنا حق مانگ رہے ہیں، اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور ان حقوق کے متعلق وہ کہہ رہے ہیں کہ بھئی، ہمیں حقوق دیئے جائیں۔ وہ حقوق دیئے جائیں کہ جو حقوق ہمارے لئے دستور کے اندر متعین کئے گئے ہیں اور اسی بنیاد پر ان کی جانب سے بار بار مطالبہ کیا جا رہا ہے درخواست کی جا رہی ہے، فریاد کی جا رہی ہے کہ مشترکہ

مفادات کی کونسل کا اجلاس بلایا جائے " اس کے سامنے ہمارے مسائل رکھے جائیں ۔ لیکن آج تک اس سے پہلو تہی کی جارہی اور درمیان میں ایک رابطہ کے طور پر رابطہ کمیٹی قائم کر دی گئی ہے ، لیکن جو دستور کا تقاضا ہے ، جو دستور میں صراحت موجود ہے اور ان معاملات کو نپٹانے کے لئے دستور نے جو راستہ متعین کیا ہے ' اس کو اختیار نہیں کیا جا رہا ہے ، اور اب یہ کہا جا رہا ہے کہ پہلے رابطہ کمیٹی سے بات کرو اس کے بعد مشترکہ مفادات کی کونسل کے اجلاس کی بات کی جائے گی ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس طرح سے منافرت کم کیسے ہوگی ۔ بلکہ یہ منافرت تو زیادہ بڑھے گی ' اور اس منافرت کو کم کرنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ صوبوں کو اپنے حقوق دیئے جائیں ' جو قانونی حقوق ہیں ' جو سیاسی حقوق ہیں ' جو اقتصادی حقوق ہیں اور جس نوعیت کے دیگر حقوق ہیں ' جو دستور کے اندر متعین شدہ ہیں تو وہ حقوق ان کو دے دیئے جائیں ۔ اگر یہ حقوق ان کو نہیں دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری جمہوریت خطرے میں پڑ جائے گی ۔

اس وقت ضرورت یہ ہے کہ ملک کو جمہوری نقطۂ نگاہ سے مستحکم اور مضبوط بنایا جائے ۔ اس کو مستحکم اور مضبوط بنانے کے لئے یہی طریقہ ہے کہ صوبوں کو مطمئن کیا جائے اور صوبے اس وقت مطمئن ہوں گے جب ان کو ان کے حقوق آئین اور دستور کے مطابق دیئے جائیں گے ان کے واجبات ادا کر دیئے جائیں گے ۔ اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں جو کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ قانونی ' آئینی ' سیاسی ' اور اقتصادی یہ سارے کے سارے مسائل پیدا کر دیئے گئے ہیں ' بحران پیدا کئے گئے ہیں اور ان بحرانوں کو ختم کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ صوبوں کو اپنے حقوق سے مطمئن کر دیتے ہیں تو کوئی بحران نہیں ہے کہا تو یہ جا رہا ہے کہ بھئی ' ہم دستور کے مطابق کام کر رہے ہیں ' قانون کے مطابق کام کر رہے ہیں اور پالیسی کے مطابق کام کر رہے ہیں لیکن اندرونی طور پر جو کچھ کیا جا رہا ہے " وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں ہے ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ تمام حق تلفیاں ہو رہی ہیں ' اور تمام صوبوں کی ہو رہی ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ جو صوبے ان کے ساتھ اس وقت ہیں ' وہ فریاد تو نہیں کرتے ہیں لیکن آپ کو پتہ ہے کہ صوبہ سرحد نے بھی مطالبہ کیا ہے کہ مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس فوراً بلایا جائے اور اس میں ہمارے مسائل رکھے جائیں ۔

[Qazi Abdul Latif]

بلوچستان یہی کہہ رہا ہے، پنجاب یہی کہہ رہا ہے، لیکن آج تک اس کونسل کا اجلاس بلانے سے پہلو تہی کی جا رہی ہے اور انکار کیا جا رہا ہے، بلکہ مجھے افسوس ہے اور اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے وزیر قانون جو کہ قابل احترام شخصیت ہے اور ہمارے لئے یقیناً بڑے معزز ہیں، ان کا یہ کہہ دینا کہ مشترکہ مفادات کی کونسل کو بلانا اندھے کنوئے کے اندر چھلانگ لگانا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ دستور کی یہ دفعہ کسی صورت میں بھی قابل عمل نہیں ہے، اور ہم اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے، کہ وزیر قانون جو کہ قانون کی تشریح کرنے والا ہے، وہ دستور کی دفعات کے متعلق اگر اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتا ہے تو دوسروں سے کیا توقعات کی جا سکتی ہیں میری گزارش یہ ہو گی کہ اس وقت صوبوں کو مطمئن کرنے کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو اپنے حقوق، دستور اور قانون کے مطابق دیئے جائیں ان کے ساتھ وہی کیا جائے کہ جو ان سے یہ توقعات رکھتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ کریں۔

اگر مرکز یہ کہتا ہے کہ ہمیں عددی اکثریت حاصل ہے لہذا ہمیں حق حاصل ہے یہاں، تو چاہیئے جن صوبوں کے اندر عوام نے ان صوبوں کو حق دیا ہے حکمرانی کا یا انتظام کا، یا لوگوں کی خدمت کرنے کا، جو الفاظ بھی آپ کہہ دیں تو ان کو بھی وہ حق ملنا چاہیئے تاکہ وہ اس حق کو پورے طریقے سے ادا کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ قاضی صاحب، جناب محمود احمد منٹو صاحب،

خواجہ محمود احمد منٹو: جناب چیئرمین! اس موضوع پر بہت لمبی بحث اور تقریریں ہو چکی ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ مختصراً طور پر اپنا عندیہ ظاہر کروں۔ سب سے پہلے تو میں I will beg an argument from the Peoples Party representative here, Dr. Sher Afgan.

یہ بھی اور ان کے باقی وزراء بھی، جب کبھی کوئی تقریر کرنا چاہتے ہیں، یا کسی موضوع پر بولتے ہیں تو اپنے متعلق کہتے ہیں کہ یہ ہماری عوامی حکومت ہے یہ ہماری جمہوری حکومت ہے یہ آئین اور قانون کے دائرے سے کبھی پرے نہیں ہٹے گی ہم کہتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے کہ کوئی ایک شریفانہ بات تو ہم سنتے ہیں کہ قانون اور دستور کی پابندی کی جائے گی۔ آئیے آپ آج دیکھیں کہ یہ کیا قانون ہے اور کس چیز کی پابندی کی جا رہی ہے اور کی جائے گی۔ دستور بن گیا ہوا ہے، دستور کے ماتحت ان کو حکومت کرنی ہے اور دستور

سے ہٹ کر جو بات ہو گی وہ غیر دستوری ہو جائے گی۔ غیر جمہوری ہو جائے گی اور کسی طور
پر بھی وہ عوامی نہیں ہوگی۔ اور اگر یہ دستور کی اتنی پابندی کرتے ہیں تو یہ دستور میں
لکھا ہوا ہے کہ کیا کیا اختیارات وفاق کے ہوں گے۔ کیا کیا اختیارات صوبوں کے ہوں گے۔

جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ ایک دفعہ one unit بن گیا تھا' تو one unit کو
لوگوں نے توڑنا چاہا' اور پھر یہ بالاتفاق توڑا گیا اور صوبے قائم ہوئے۔ اگر دستور اور قانون
کا منشا یہی ہے کہ ایک Unitary form of government ہو اور اور اس میں
تمام اختیارات جو ہیں وہ وفاقی حکومت کے یا one unit والوں کے ہوں تو پھر وہ one unit
توڑنا غلطی تھی یا یہی لوگ اس one unit کو واپس لانا چاہتے ہیں تو یہ صاف
الفاظ میں کہیں کہ صوبے توڑتے ہیں اور one unit لاتے ہیں۔ لیکن یہ بھی نہیں یہ چاہتے

کیونکہ کچھ صوبوں میں ان کی اکثریت ہے۔ ان صوبوں کے لوگوں کو یہ خوش بھی
کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ چاہتے ہیں کہ وہ صوبے بھی حکومت میں اپنے اختیارات برتیں جو
ہمارے ساتھ ہیں اور ہماری طرف سے ان کو پوری اعانت ہو' اور جن لوگوں کو ہم پسند
نہیں کرتے' ان کی ہم نہ ہاں میں ہاں ملائیں گے اور نہ ان کو اپنے اختیارات جو ہیں وہ
استعمال کرنے دیں گے۔ اب غور کیجئے' اگر منشا یہی ہے کہ دستور کے تحت عدالتوں کی
دی ہوئی شقوں کے ماتحت ہم نے حکومت چلانی ہے اور یہ ایسی ہی دستوری حکومت
ہوگی تو پہلے یہ صاف الفاظ میں کیوں نہیں کہتے کہ صوبوں کے اندر جو اختیارات دیئے ہیں
ان کو پوری طرح سے نافذ کریں گے۔ ہم نے یہاں کوئی مطالبہ غیر قانونی نہیں کیا' ہم کوئی
غیر دستوری مطالبہ نہیں کر رہے ہیں' قاضی صاحب نے تقریر کی ہے' باقی حضرات
نے تقاریر کی ہیں' بجرانی صاحب نے تقریر کی ہے۔ بجرانی صاحب نے اپنی تحریک میں
کہا ہے وہ یہی کہتے ہیں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین جس کو آپ قبول کرتے ہیں اور جس کے تحت یہ صوبے بنائے گئے
ہیں اور اس میں جو اختیارات صوبوں کے درج ہیں۔ ان کو نافذ کیا جائے اور پوری
طرح اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ ہم کونسی غیر دستوری و غیر قانونی بات کر رہے ہیں۔
ہاں وہ لوگ جو نہ کہیں یا نہ کریں اور تمام اختیارات مرکزی حکومت کے پاس رکھیں
اگر وہ استعمال کریں گے۔ تو آپ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ناکام کوشش
کریں گے۔ کیونکہ یہ بات چل نہیں سکتی۔ آپ چاہتے ہیں کہ صوبوں کے حقوق کو زیادہ

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

سے زیادہ غصب کیا جائے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے حقوق غصب ہو رہے ہیں۔ تو ان میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے لیکن یہ ایک unpleasant طریقہ ہوگا یہ ایک خراب اور anti-national طریقہ ہوگا۔ جس کو آپ ہوا دے رہے ہیں۔ جس کو آپ لا رہے ہیں آپ پہلے ذرا دستور کو پڑھیں۔ اور پھر یہ نہیں کہیں گے کہ دستور کی خلاف ورزی ہے میں کہتا ہوں کہ دستور میں جو اختیارات صوبوں کے مسلمہ ہیں اور جن میں کوئی بات شک و شبہ والی نہیں ہے ان کو بھی آپ کھینچ رہے ہیں۔

اب دیکھئے پنجاب میں کیا ہو رہا ہے۔ بجلی کی تقسیم کا کام بھی وفاقی حکومت کا ہے۔ وہاں نالیاں بنانا، سڑکیں بنانا، کسی کو کنواں کھود کر دینا یہ بھی سب وفاقی حکومت کا کام ہے اور وہ بھی ۵ نکاتی یا اور کسی پروگرام جو وہ کہتے ہیں اس میں آ جائے گا۔ آئین میں ایک اور چیز لکھی ہے کہ آپ لوگ کسی بات کو نہ مانیں تو وفاقی حکومت کو کہہ دیا کریں خواہ مخواہ پریولج موشن کیوں لاتے ہو۔ ہم نے تو وفاقی حکومت کو کہہ دیا ہے کہ مشترکہ مفاد کی کمیٹی ہے آئین میں لکھا ہوا ہے اسی کو بلالیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ اس کا اجلاس بلانا تو کنوئیں میں چھلانگ لگانے کے برابر ہے اور بڑا ظلم ہوگا۔ لوگ لڑیں گے۔ یعنی اس کا مطلب ہے کہ کل جتنی بھی چیزیں ہیں اور ان پر عملدرآمد ہے سارے کا سارا وفاقی حکومت کے سپرد کر دیجئے جو مطلب انکو Suit کرے گا۔ اور جو اس کا مطلب نکالیں گے اور جس طریقے سے وہ dictator بننے کی کوشش کریں گے ان کو اختیارات دے دیں۔ وہ کریں اور تمام لوگ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہیں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ بڑی مضحکہ خیز بات ہے خراب اور غیر دستوری بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا نتیجہ لامحالہ یہ نکلے گا جیسا کہ پنجاب اور بلوچستان میں وہ کھلم کھلا کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔ اور یہ وفاقی حکومت والے کر رہے ہیں اور یہی لوگ کہیں گے لوگ سڑکوں پر آئیں گے اور پھر کیا ہوگا کہ صوبے الگ ہونا شروع ہو جائنگے شاید ان کا مطلب یہ ہو کہ اس طرح صوبے ایک دوسرے کے ساتھ لڑیں اور صوبائی عصبیت بڑھتی جائے۔ اگر یہی ان کا منشا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نہ دستور کے اور نہ قومیت کے مطابق ہے اور پاکستان بنانے والوں کا بھی یہ منشا نہیں تھا۔ یہ قومی مفاد کے خلاف جرم ہے بلکہ بین الاقوامی جرم ہے اور اس سے ہماری حیثیت

کم ہو رہی ہے اور ایسی حرکتوں سے ہمارے درمیان نفرتیں جنم لے رہی ہیں۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ یہ مشترکہ مفادات کی کونسل تو نہیں بلا رہے بلکہ رابطہ کمیٹی بلا رہے ہیں۔ جیسے ڈاکٹر صاحب عام طور پر کہتے ہیں کہ کمرے میں آؤ وہاں بات طے کر لی جائے گی یعنی قانون اور دستور میں لکھی بات پر گفتگو نہ کرو ویسے آجاؤ ہم آپ کی تسلی کر دیں گے، کون چاہتا ہے کہ آپ ہماری اپنے کمرے میں تسلی کریں ہم تو کہتے ہیں کہ دستور پڑھو اور اسے سمجھو لیکن یہاں دستور کو سمجھنے والا کوئی نہیں ہے اور جو سمجھنے والے ہیں وہ میٹنگ سے بھاگ جاتے ہیں تاکہ اس کا جواب نہ دینا پڑے۔ اب دستور کی ایسی ایسی غلط تاویلیں کی جاتی ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح پارٹی کو ناجائز سے ناجائز فائدہ پہنچایا جائے۔ اب کہتے ہیں کہ رابطہ کمیٹی کے پاس چلے جاؤ، بھائی کیوں ہمارے پاس ہاؤس موجود ہے اسمبلی و سینیٹ موجود ہے۔ اور سینیٹ جہاں سارے صوبوں کی نمائندگی ہوتی ہے یہاں ہم کوئی ناجائز مطالبہ نہیں کرتے صرف یہ کہتے ہیں کہ آئین پڑھو۔ اگر آئین میں لکھا ہے کہ صوبوں کو Concurrent List کے مطابق اختیار دو تو دو لیکن وہ ساری کی ساری چیزیں وفاقی حکومت نے اپنے پاس رکھ لی ہیں اور کوئی کارروائی اس میں صوبوں کو نہیں کرنے دیتے۔ حالانکہ a child of four if he reads the Constitution اگر اس کو آئین کی الف، ب، پ اور اس کی تشریح کا پتہ ہو تو وہ یہ کہے گا کہ یہ وضاحت بالکل بے ہنگم، بے معنی ہے اصل چیز یہی ہے کہ صرف الفاظ میں وفاقی Concurrent List دے دی گئی ہے اور صوبوں کے حقوق واضح اور متعین ہیں لیکن اس کو کوئی نہیں دیکھتا۔ جب اس کی طرف متوجہ کیا جائے تو ہمیں رابطہ کمیٹی کا کہا جاتا ہے۔ کیا ہے رابطہ کمیٹی؟ کہاں اور کس دستور کے تحت اسے آپ ہم پر مسلط کرتے ہیں؟ کیوں ہم جائیں ان کے پاس جن کے دماغ اور آنکھوں پر تعصب کی پٹی چڑھی ہوئی ہے اور ایک ہی رٹ ہے کہ وفاقی حکومت کو کسی طرح فائدہ پہنچایا جاسکے اور صوبوں کی طاقت کو کمزور کیا جاسکے ہم اس میں جاکر کیا کریں۔ ہمارا تو مطالبہ ہے کہ آپ ہر وقت دستور، دستور کہتے ہیں اور ہم بھی اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لہٰذا ہمیں دستور میں لکھی ہوئی چیزیں دو۔ اب کیا کرتے ہیں۔ جناب فنڈز منجمد کر دیئے۔ اب ترقیاتی فنڈز، یہ جو صوبوں کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں یہ taxes اور services charges دیتے ہیں اور دیگر charges دیتے ہیں وہ اس لئے کہ یہ واپس آکر صوبوں میں خرچ ہوگا۔ آپ

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

بیک جنبشِ قلم اسے بے وقوفی سے اور Anti-National طریقہ سے منجمد کر لیتے ہیں اور صوبوں کو کہتے ہیں کہ آپ اپنا بندوبست کریں وہ کس طریقے سے اپنا پروگرام چلائیں جب کہ فنڈز سارے منجمد ہیں کیا وہاں بیٹھے ہوئے لوگ اپنا جائیداد بیچ کر پروگرام چلائیں؟ اور وفاقی حکومت والے اپنے لواحقین اپنے دوستوں وغیرہ کو نوازتی رہے اور ان کے خزانے بھرتی رہے تاکہ جب پھر باہر جانا پڑے تو چار پانچ سال پھر پیرس وغیرہ کے ہوٹلوں میں کھانے کھائیں پارٹیاں کریں۔ یہ سراسر ناانصافی اور غیر دستوری بات ہے اور ایسی بات کو support کرنے والے کے ایمان میں فرق ہے۔ جب آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ روپیہ جن لوگوں کے خون پسینے کی کمائی ہے ان پر نہیں خرچ ہوا بلکہ ان پر خرچ ہو رہا ہے جو ان کے پیٹھو ہیں۔ یہ workers benefit programme ہے لوگوں کے لئے نہیں، جو مشینری آئین نے قائم کی ہے اس کو آپ نے عضو معطل بنا رکھا ہے۔ اس طرح آپ ہرگز کوئی آئین کی خدمت نہیں کر رہے ہیں آئین کی سپورٹ نہیں کر رہے ہیں۔ محض ناقابل فہم تقریر کر کے ہمیں مطمئن نہیں کر سکتے۔ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ آئین کی بالادستی قائم کی جائے اس کا آپ بھی چرچا کر رہے ہیں وزیراعظم سے لے کر آپ تک دیکھیں تو سہی کہ یہاں آ کر کہ تمام صوبوں کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں، وزیراعظم صاحبہ یہاں آ کر ایک دن دیکھیں اور سنیں تو سہی کہ یہ لوگ کہتے کیا ہیں۔ یہ بھی تو نہیں ہوا اور اگر ہماری آوازیں اتنی بے اثر اتنی حقیر ہیں ان کی نظروں میں تو پھر کیا دستور کیا آئین۔

اب میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اب کہتے ہیں کہ وہ ایک بینک بنا رہے ہیں۔ اور آپ اجازت نہیں دیں گے کہ جو روپیہ grant کا ملے اسے وہ بینک میں رکھ سکیں جناب یہ بجلی تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور تو اور جس چیز پر سارے پاکستان کی معیشت منحصر ہے وہ agricultural produce ہے، اور agricultural produce کے لئے آپ fertilizer نہیں دے رہے۔ اور کیوں؟ اس لئے کہ جو معاملات صوبائی ہیں، جو صوبائی حقوق ہیں ان کو سلب کرنے کی آپ نے کوشش کی ہے اور اس لئے وہ چیز بھی آپ نے اپنے ہاتھ میں لی ہے۔ fertilizer کی تقسیم بھی وفاقی حکومت کا کام ہے، جس کو چاہے دے۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ ان کا حسن کرشمہ سازی ہی ہے۔

کہ چند چہیتے، چندان کے دوست، چندان کے ملنے والے، ان کو تو نواز دیا جائے اور عام جو خلق خدا صوبوں میں بیٹھی ہوئی ہے ان سب کو تہہ تیغ کر دیا جائے، مار دیا جائے۔ اچھا کریں آپ۔ میں تو کہتا ہوں اللہ آپ کو اس کی زیادہ توفیق دے، اگر ایسی توفیق ہے تو کریں، کہ اس توفیق اور طاقت کا استعمال پاکستان کو تو گرائے گا لیکن آپ کا نام و نشان بھی اس ملک میں نہیں رہنے دے گا۔ لیکن ہمیں آج غور کرنا ہے یہ مطلب نہیں ہے کیونکہ ہم ایک حکومت کے کوئی وزیر بن گئے ہیں یا ہم پر کوئی مہربانی ہو رہی ہے، اس واسطے ہم اپنا ایمان بیچ دیں۔ جو ایمان کی بات ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہو رہی ہے اس کے خلاف کہہ دیں ایک پارٹی کو support کرنے کے لئے خدا کی قسم میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ اگر میری پارٹی یا کوئی مجھے ایسی بات بتائے گا کہ یہ بے ایمانی کی بات ہے تو میں پہلا شخص ہوں گا جو پارٹی کے خلاف بولوں گا اور میں بولا ہوں، مگر افسوسناک پہلو یہ ہے، کہ اس وقت تک کوئی ایک شخص ان میں سے اٹھ کر یہ نہیں کہہ سکا جناب وزیر اعظم صاحبہ کو کہ یہ کیا ہنگامہ آرائی ہے دستور کو مانو، ہم تو نہیں کہتے کہ دستور کو چھوڑ دو۔ آپ ترجمہ کریں اس کا آپ اس کی Interpretation کریں اگر کوئی شریف آدمی کہے کہ یہ آپ کی Interpretation درست ہے ہماری Interpretation غلط ہے بیشک اس کو reject کر دیجئے۔ ہم کہتے ہیں مشترکہ مفادات کی کونسل بلایئے۔ آپ کہتے ہیں نہیں ہم مفاہمت کرائیں گے رابطہ کمیٹی سے۔ یہ کون سا دستور ہے۔ پھر آپ کہیں گے کہ اس کو support کرو۔ میں کہتا ہوں یہ میرے ایمان کے خلاف ہے۔ میں تو نہیں کرتا۔ جب تک میں اس آئین کو مانتا ہوں جب تک میں اس آئین کے تحت کام کرنا چاہتا ہوں جب تک میں سمجھتا ہوں کہ آپ بھی اور میں بھی یہ چاہتے ہیں کہ حکومت اس آئین کے تحت چلے، تو جو چیز اس کے صریحاً خلاف ہوگی۔ میں تو اس کو support نہیں کروں گا۔ آج ہم یہی چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ کسی طریقے سے یہ تمام اختیارات، کلی اختیارات، اگلی مرتبہ یہ آٹھویں ترمیم بھی کاٹ لو۔ صدر کا بھی اختیار نہ رہے۔ اچھا جی نہ رہے۔ ٹھیک ہے آپ کو مل جائے بڑی عوامی آپ حکومت چلا رہے ہیں مگر کیا ہے کون سی چیز ہے جس میں وہ رکاوٹ ہے۔ ہمارے کام نہیں ہو سکتے جب تک آٹھویں ترمیم نہ ختم ہو جائے، یعنی یہ جب چاہیں آنکھ کے اشارے سے ایک جنبش قلم سے تمام صوبائی حکومتوں کو dismiss بھی کر دیں

[Mr. Mahmood Ahmed Minto]

اور وہاں چور اچکے بدمعاش لگا دیں اور جس طرح چاہیں وہاں کی حکومتیں چلائیں۔ خدا کے واسطے کچھ انصاف کرو۔ کوئی خدا کا خوف کرو۔ لوگوں کے ساتھ انصاف کرو۔ مسلمانوں کے حقوق کو دیکھو۔ یہ اسلام کی حکومت ہونی تھی۔ یہاں مسلمانوں کی حکومت ہے۔ یہ مت کرو۔ آئین کے مطابق آئین کی دفعات کے مطابق قانون کے مطابق، تمام لوگوں کو جو یہاں رہتے ہیں، ہر شخص کو پاکستانی نقطہ نظر سے دیکھو، میں نے اس ہاؤس میں کئی بار کہا ہے کہ میرے لئے سب سے بڑا افتخار جو ہے، سب سے بڑا میرا جو تشخص ہے وہ پاکستانی ہونا ہے۔ میرا پنجابی، سندھی یا افغانی ہونے کا تشخص نہیں۔ وہ بات بعد میں دیکھئے آئین کے تحت ان کے جو حقوق ہیں ان کی نگہداشت کیجئے۔ ہم نے یہ کبھی نہیں کہا، بھولے سے بھی ہم یہ نہیں کہیں گے کہ مرکز کو بہت کمزور کر دو۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب مرکز کمزور ہو جائے گا تو ملک نہیں رہے گا۔ مرکز کو مضبوط ہونا چاہیئے۔ لیکن مرکز تب ہی مضبوط ہو گا۔ جب اس کے تمام ایوان تمام اس کے جو ہاتھ پاؤں ہیں جو اس کو بناتے ہیں جو اس کا دماغ ہیں دل ہیں جگر ہیں ان سب کو صحت مند رکھا جائے گا اور وہ اس کے اعضاء اس کے صوبے ہیں۔ صوبوں کے لوگ ہیں جب تک آپ ان کو مطمئن نہیں کریں گے جب صوبوں کو قوت نہیں دیں گے۔ جب ان کو ان کے صحیح جمہوری حقوق نہیں دیں گے۔ آپ ان اعضاء کو مضمحل کر کے مرکز کو مضبوط نہیں کر سکتے بلکہ مرکز کو توڑ رہے ہیں مرکز کو توڑ دیں گے آپ۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو ایسا موقع نہ دیں کہ اسے توڑا جائے۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u>: شکریہ جناب۔ بریگیڈئر قیوم صاحب۔

(Interruption)

Brig. Retd. Abdul Qayyum Khan: Sir, I don't want to play to the gallery and then there is no quorum in the House.

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u>: کورم نہیں ہے کیا؟

Brig. (Retd) Abdul Qayyum Khan: No, sir.

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u>: گن لیں جی کہ کورم ہے یا نہیں۔ گھنٹیاں بجائیں)

Brig. (Retd) Abdul Qayyum Khan: Well when I speak I want someone to listen.

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی چیئرمین : کورم ہو گیا ہے جی ۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No Sir, the bells have stopped afterward, they have entered.

Mr. Deputy Chairman : You count it now Dr. Sahib this has no dispute.

گن لیں اگر ہیں ۔ اب کورم پورا ہو گیا ہے ۔

Syed Abbas Shah : Sir, this is the tradition of this House

کہ کورم نہیں ٹوٹتا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : کورم نہیں ٹوٹا ۔ جی بریگیڈئر قیوم صاحب ۔

Please Dr. Sahib have a seat no: **cross talk please. Brigadier Qayyum** Sahib please proceed on.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن

When it is claimed that there is supremacy of the Constitution and law, then according to law When they didn't turn up at the proper time at the stop of the ringing of the bell then it was automatically to be adjourned.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: Please Shaikh Sahib it has no dispute, Dr. Sahib was busy with his files, he couldn't see who is coming and who is not coming but they were well in time.

(Interruption)

Brig. (Retd) Abdul Qayyum Khan : Thank you Mr. Chairman, for giving me the floor. I am also in fact grateful to Senator Mir Hazar Khan Bijarani who has given us an opportunity to express our views on the point of provincial autonomy as in some cases he has provided us an opportunity to give vent to our feelings on this vital issue. Sir, the subject of provincial autonomy is a very delicate one.

Mr. Deputy Chairman: Just a minute.

میں ڈاکٹر صاحب کو ذرا easy کر دوں۔ ڈاکٹر صاحب اگر آپ آج wind up نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی statement نہیں دینا چاہتے تو بے شک نہ دیں۔ لیکن دو چار ممبرز کو سننے کے بعد اِس کو next day take up کر لیں گے۔

If you are feeling uneasy but let him finish. Thank you.

<u>ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی:</u> جناب چیئرمین صاحب میں نے تو کچھ نہیں کہا میں تو ویسے پوچھ رہا تھا۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین:</u> جی بریگیڈئر قیوم صاحب۔

Rig. (Retd.) Abdul Qayyum Khan : Sir, it has many ramifications. It needs very dispassionate consideration and particularly we must be very careful in expressing our views. Sir, we know before 1973 there was no concept of provincial autonomy. The 1962 Constitution did provide some sort of provincial autonomy to the extent that even the Railways, WAPDA and PIDC were given to the provinces, but it was a presidential form of government and a presidential form of government where even the Governors of the provinces who were the chief executives of the provinces as there were no Chief Ministers, were also appointed by the President. So essentially even under that Constitution the powers were concentrated with the federal government. Before that we started working under 1935 Act as amended by 1947 Independence Act that envisaged the very strong and powerful central government. In that it was every where mentioned central government and there was no word used as federal government. Till 1973 we worked actually and practically under the central government, therefore, neither our bureaucracy nor our politicians, nor our leaders and nor our members of the government ever had the practical experience of practising the provincial autonomy. It was provided after lengthy debates, prolonged discussions and considerable give and take. in 1973 Constitution a certain quantum of provincial autonomy was agreed to but as we all know Sir, that unfortunately, there was no time to let that provincial autonomy get implemented and that was followed by a long period of Martial law and of course, in Martial Law CMLA is the fountain head of power and power tends to get more and more

centralized with the federation. Therefore, it will be logical at this stage to say that the Constitution does not provide sufficient provincial autonomy. As I see it the Constitution provides autonomy which we have not even read, which we are not even conversant with. We now know that it provides that the provinces can have their own banks, of course, with the permission of the State Bank, with the cooperation of the federal government but it is provided in the constitution. They could have their own broadcasting and telecasting arrangements, of course, with the permission of the federal government but the federal government should have sound reasons to say 'no'. They can have their own hydel power stations and thermal power stations. I don't see anything in the Constitution which prevent absolute freedom to the provinces of our federation. It is unfortunately the rules of business and various procedures evolved the federal government which are causing hardship to the provinces. One could go on talking about that for hours as to what are those procedures. Suffice it to say that a prohibited bore licence can only be issued by the Interior Minister. I don't see any harm to the federation if this power is delegated to a Deputy Commissioner or at the best to a Commissioner but they are not prepared even to given it to the Home Department of a province. It is not laid down any where in the Constitution or even in the Arms Act that it will be Controlled by the federal government. These are executive orders which the federal government issues. Now there is a lot of heart burning on the industrial permissions. The Constitution does not prevent the provinces from establishing their own industry or sanctioning the industrial units. It is the procedure laid down by the federal government and the financial implications created by these aid giving institutions or loan giving institutions that provinces find hardships.

Sir, provincial autonomy in a sense means the decentralization of powers from federation to the provinces. Divesting oneself from powers depends on the attitude of mind of those who are governing the federation. It is human nature to seek more and more power for oneself. Therefore, as Senator, Sartaj Aziz already said during his speech that all the federations world over are facing difficulties. As Senator, Sartaj Aziz had already said in his speech that because of this human nature and because of this human tendency to arrogate power to oneself, all the federations - human tendency to arrogate more power to oneself, all the federations world over are facing the problem of centralization. We are no exception and in our case we find some of the Senators who have been federal Ministers from time to time did not feel the pinch of

[Brig. (Rtd.) Abdul Qayyum Khan]

lack of provincial autonomy when they were holding the Cabinet posts in the federation. Now they are not doing so. They feel that there is no provincial autonomy. It is again a contradiction in the human nature. Sir, in well run federation and established federations where parliaments are effective, it is the Parliament which resists the temptation of the federal government which keeps at it and which keeps on reminding that they are stepping over the toes of the federating units. We unfortunately have not had this parliament for a very long time. But now that we have a parliament we are at it and this one motion moved by Mir Hazar Khan Bijarani is one proof of that and we have had absolute freedom to express ourselves and criticise the federal government for centralizing power unnecessarily.

Sir, I don't think that there is lack of provincial autonomy in our Constitution. In any case we have never implemented the provincial autonomy granted to us under that Constitution. Sir, it will illogical at this stage to ask for more provincial autonomy to be provided in the Constitution before we have seen the already provided autonomy implemented in practice. Sir, this is a very attractive but at the same time very emotional slogan for provincial autonomy and carry too far it can become disasterous. Actually, as I said, it is rules of procedure and the rules of business that have created the problems and not the Constitution. Besides that the increasing financial dependence of the provinces on the federal government is creating the basic problem. Provinces have an extremely narrowed tax base. Major taxes are with the federal government. Now, it is not done by the federal government or any previous federal government on their own. The powers were given to them by the authors of the 1973 Constitution and the Constitutions earlier on. It was done to safeguard the interest of the smaller provinces. I am sure that smaller provinces will not agree with it but the truth of the matter is that it was done to safeguard the interests of the smaller provinces. They have an extremely limited capability of generating their own resources even if you give them any major tax, say give them income tax, give them any other tax it will not yield as much as money as they get from the divisible pool. My statement is based on the facts and we have had lengthy discussions in the Finance Commission on this that it does not suit them. So, we will have to continue to safeguard their interest but we shall have to find a solution to it.

Sir, I have the permission from Dr.Mahbubul Haq because when he was speaking after that I had gone to him and I had told

him that there were certain mis-statements and I had sought his permission because the source of knowledge for both of us was the same and I have sought his permission to set the record right, I have his permission to set the record right. He had in his speech over-simplified this problem of financial dependence of the provinces on the federal government. He has said if the loans are written off, and if this is given to so and so province that would relieve them of their problems but he knows it better that even if the profits of the hydel power which runs into billions, I will not give you the exact figure as Dr. Mahbubul Haq has done, will only make them self sufficient till 1992 and if 60% of the development surcharge of the Sui-gas was converted into the excise duty and given to the provincial government of Baluchistan it would only make them self-sufficient up to 1990-91. Sir, Dr. Sahib knew it better. There are some other means to be found and we seem to have many financial wizards who should try to find a solution to it.

Sir, actually what had happened that although it was not the job of the Finance Commission under the Constitution, all of us know that the profits of the hydel power at the bus-bars the rates of profit are to be determined by the Council of Common Interests. However, since the Council of Common Interests had not been created we were asked to work out that and we sought the assistance of the planning Commission and it was found out that it would work out to about three billion and thirty crore of rupees per year but it was subject to the determination by the Council of Common Interests. So, it was since 1985 that the Council of Common Interests did not meet and it could not be resolved. You cannot just say because there is a federation, therefore, it is not happening. I would say that there was no parliament and that is why it was not happening. The federal government has no escape from calling the Council of Common Interests to determine at least the rate of profit that is the entitlement of the provincial government of NWFP and that is why the provincial Assembly of NWFP has also passed a resolution asking for convening the meeting of the Council of Common Interests.

Sir, again I have the permission from Dr. Mahbubul Haq to set the record right. He said that Baluchistan had been cheated. I wished he had said also as to who had cheated Baluchistan?

Mr. Deputy Chairman: May be, Dr. Sahib was a part to it.

Brig. (Retd) Abdul Qayyum Khan: I am not saying anything but I have his permission because I had told him that I am going to speak the facts out. The truth of the matter is that it was decided in the 1973 Constitution that whereas the rates of profit of the hydel powers were to be determined by the Council of Common Interest. In case of Sui-gas it was decided in the Constitution that the royalty and the excise duty of the Sui-gas will go to the provincial government of Baluchistan.

Sir, in 1974, when the National Finance Commission was constituted, obviously, Baluchistan could not raise any objections because by then no increase in excise duty or royalty had taken place but subsequently it was found that the expansion of the Sui-gas was becoming difficult because there were no funds. Therefore, a development surcharge was levied and as the expenses increased, the development surcharge kept on increasing. It was in 1985 that Baluchistan raised this point in the Finance Commission that whereas the development surcharge was increased from time to time the royalty of sui-gas and excise duty had remained static. Sir, believe it or not, all members in the Finance Commission from all the provinces and the federation immediately agreed that 60% of this development surcharge be converted into excise duty. That was to meet the constitutional formality because you could not leave surcharge as it was and increase the excise duty. Therefore, it was decided that 60% of the development surcharge on Sui-gas be converted into excise duty and given to Baluchistan. That would give them annually a billion and ten crores but unfortunately before the Finance Commission could give its findings, the events overtook us. No one is to blame. We must not say that anybody cheated anybody. We have always been, this nation has been the victim of circumstances. It has been overtaken by the events all the times and most of the time it has been the result of our impatience with the growth of democratic institutions. We have been as impatient with the growth of democratic institutions as we are today about the quantum of provincial autonomy. It did not pay then and it is not going to pay now. Sir, patience for these institutions is very essential. They are very slow moving institutions. Parliament means parleys and parleys take time. So, we must not jump to the conclusions. There has been no cheating. I want to set the record right.

Sir, I repeat again, we must desist from making statements

which are likely to agitate the emotions and sentiments of a province or its people. It can have disastrous results. I could narrate my long conversation with Sheikh Mujibur Rehman but I think I will not bore the House with what he said but I will just narrate a few sentences:

"He used to tell me that whenever a leader from West Pakistan came to East Pakistan and he used to name them. They would all in their speeches say that the previous governments have been very unfair to East Pakistan but now when I will come into power I will do justice to you. But when I said the same, I was dubbed as a ghaddar'."

So, we all for political milieu say things which we should not be saying.

Sir, very strong sentiments were expressed in this House on this matter of provincial autonomy. I would again and again request the Members to read the Constitution of 1973 and let it have a smooth course and use the forum of parliament to insist on implementation of the full quantum of provincial autonomy rather than asking what they tried to ask on the floor of this House which almost amounts to confederation, and Sir, that, I think, will be disastrous. Sir, the federation represents the collective will of the nation. I hope, we all agree on that and it must have the resources and the powers to project and represent that collective will of the nation. I see many suggestions and many resolutions which almost make it dependent on the provinces rather than being helpful to them or rather than representing their collective will. Sir, we must never forget that we are on this subject of provincial autonomy. We seem to criticise the federal government. I am not in favour of this government because they are blundering particularly my friend, Dr. Sher Afgan creates problems unnecessarily. So, I am not in favour of them but I want to say, these are our government. Sir, I wish these government had given us a chance to call them our government. That has been the misfortune. It has been the peoples party government; it has been the Muslim-League government it has been, God knows what sort of government, it has been the convention league government but it has not been the Government of Pakistan, I have never been allowed to call it my government. Believe it or not, on the day this government was sworn in I wanted to call it 'my government' but the next day, in this very House, they

[Brig. (Rtd.) Abdul Qayyum Khan]

started calling it the peoples party government and they started talking of the eleven years.

Sir, that is very unfortunate and sad and when I talk of federal government I mean Government of Pakistan. We should not unnecessarily try to blame them. Whenever we have democracy which we very seldom have, I hope we will try to keep it. Now that we have it, we must remember that the people who govern us at the federation from the provinces and they are elected by the people from the provinces and they have to go back to those provinces and face that very electorate. I am sure the interests of the provinces are as dear to them as to any one of us here except of course the difference is between Salim Saifullah and Aitzaz Ahsan or for that matter Dr. Sahib because he is now out of power and he feels the pinch of it and Dr. Sher Afgan does not feel the pinch of it. But,Sir, if you are rational about it you must also give them credit whosoever they happen to be that they come from the provinces, they got elected from the provinces and we must give them some credit that to them also the interests of the provinces must be as dear if not more as those are dear to us.

Sir, to recapitulate what I have said is, strengthening the democratic institutions should be our priority No.1. I feel the rest will follow and that includes the provincial autonomy and, of course, since we have not been used to it we will have to keep at it persistently to prevent the federal government from stepping over the toes of the provincial governments. Sir, we must make a determined effort to present the correct picture. No philosophies no false promises will help. Somebody said that we have decided to write off the loans of the provinces. Sir, the fact is that the loans of the provinces have always been written off. In fact the provinces have never been made to pay the loans back to the Federation. It was used only as a lever that they do not overspend but we have come to a conclusion that lever was not working and the loans must be written off, and I am sure those will be written off again. Of course, one relief the provinces will get straightaway would be the interest they pay on it. They will not be paying that but then the federation says how do we make up for our deficiencies. Sir, it requires a determined effort. If anybody wants to make positive contribution to the provincial autonomy of this country, they must find a solution whereby the provinces can be made self-reliant and self-sufficient financially.

Sir, above all the national leadership should be large hearted. I mean to say they should not get involved in allocation of railway wagons. It has been a terrible experience for me to sit in this House and to read it in the newspapers that a federal government is involved in the allocation of railway wagons. It should have been done by a Divisional Superintendent or somebody at that level. I have not been able to resolve it. What sort of leadership do we have. A few lakhs here and there do not matter much. I have been talking to the Ministers. Somebody tells me, each train means seven lakhs of extra rupees. So what? But do not create this heart burning, do not create this problem and do not create this anguish to this whole nation. It is worth more than seven lakhs of rupees.

Sir, another issue that has been bedevilling the relations between the centre and the provinces is the peoples programme. Whereas I personally feel that it certainly impinges on the provincial autonomy, irrespective of what Mr. Aitzaz Ahsan said. He wanted to relate the social welfare with the family planning and thereby say that the federal government was empowered to undertake social welfare works also but I am not going into the constitutionality of the issue. It is enough for a Federation, Sir, that two provinces of the Federation out of four do not agree with it. And to me, and it should be to the leadership of Pakistan,the integrity of the Federation the strengthening of the Federation should be more important than any programme and I sincerely hope that the federal government will make a serious effort to either re-cast the programme, change its mechanics or negotiate with the provinces and if it is not still agreed to by the province it will be worth absolutely scrapping it rather than damaging the Federation. permanently because of this one programme. This money could be still spent on welfare.

Sir, I hope and pray that we shall have patience and tolerance with this issue of provincial autonomy. We will not be impatient as we have been with the democratic institutions whenever we had them and I hope our leadership at the centre will show their large heartedness by resolving these minor issues of railway wagons and apply themselves to bigger issues which are facing this nation.

Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ ۔ میرے خیال میں اب ہاؤس کو adjourn کئے دیتے ہیں کیونکہ آج یہ wind up نہیں ہو سکے گا ۔

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر ۔ آپ ہاؤس کو adjourn کرنا چاہتے ہیں تو کریں مگر اس کے ساتھ جو شریعت بل ہے اسے پیش کرنے دیں ، وہ ہم پیش کر دیتے ہیں تاکہ اس پر بعد میں بحث ہو سکے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : سید فصیح اقبال صاحب ۔

سید فصیح اقبال : میرے دوست نے جو بات کی ہے فاضل ممبر نے بلوچستان کے بارے میں ، میں چاہتا ہوں کہ اس پر میں بھی بات کروں کیونکہ آپ ہاؤس کو adjourn کرنا چاہتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب اس پر بات کب ہوگی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : پرسوں ہوگی ۔

سید فصیح اقبال : یہ جو انہوں نے ڈاکٹر محبوب الحق کا بتایا ہے ، میں کہتا ہوں کہ Baluchistan being cheated and Baluchistan was cheated

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ٹھیک ہے محمد علی خان صاحب ! آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں جو محترم قاضی صاحب نے فرمایا ہے بل پیش کرنے کے بارے میں ۔

جناب محمد علی خان : بل پیش ہو چکا ہوا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ قاضی صاحب ، بل تو پیش ہو چکا ہوا ہے اسے اب consideration کے لئے take up کرنا ہے یہ اب second reading کے لئے ہے ، اس لئے میرے خیال میں آج اس پر کوئی بات مکمل نہیں ہو گی اتنا time تو نہیں ہے ، اسے second reading, کے لئے take up تو نہیں کر سکیں گے ، قاضی صاحب ، اگر آپ کی اجازت ہو تو اسے full time کے لئے رکھیں تاکہ اس پر second reading شروع کر سکیں ، اس میں شاید کچھ amendments بھی ہوں ، discussion بھی ہوگی ، آپ کا بل already introduced ہے ، اور پیش ہو چکا ہے ۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین ، میں گزارش کروں گا کہ ٹھیک ہے کہ ایک دفعہ یہ پیش ہو چکا ہے کیونکہ یہ بل select committee کے بعد special committee کے پاس آیا ہے ، اس لئے اسے آپ پیش کرنے کی اجازت دے دیجئے ، اور اس پر بات

بعد میں کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی صاحب، بل تو پیش ہو چکا ہے۔

قاضی حسین احمد : اس بل کو پیش کرنے میں کوئی وقت نہیں لگے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : procedure یہ ہے ......

قاضی حسین احمد : پروسیجر بھی یہ ہے کہ Select Committee میں آنے کے بعد تو اس فارم میں یہاں پیش نہیں ہوا ہے ......

جناب محمد علی خان : ہو چکا ہے

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی صاحب یہ ہو چکا ہے، آپ اس دن نہیں تھے، اس فارم میں ہو چکا ہے۔

قاضی عبداللطیف : پھر میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بل کے متعلق کہ یہ Private Members Day پر پیش ہوگا، یہ شرط حذف کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ تو پہلے ہی ہو چکا ہے۔ پچھلے سیشن میں ہو چکا ہے، رولز میں نہیں تھا، لیکن پچھلے سیشن میں اس کی آپ کو اجازت مل گئی تھی۔

قاضی عبداللطیف : اس وقت یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یہ ہمیشہ ایجنڈے پر رہے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اس کو پھر قاضی صاحب، اگلے دن take up کریں گے۔

قاضی عبداللطیف : اس کا فیصلہ آج کر لیں کیونکہ آج کے بعد یہ اگلی اتوار کو موقع آئے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : رولز میں ایسا قاضی صاحب نہیں ہے، لیکن ہاؤس کی مرضی ہے کہ اگر ہاؤس آپ کو اجازت دیتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے البتہ رولز میں نہیں ہے۔ میرے خیال میں قاضی صاحب، اس کو دوسرے take up کر لیں گے۔

قاضی عبداللطیف : میں گزارش کروں گا کہ جب ہاؤس سے پوچھیں گے تو پھر ہاؤس کی مرضی ہے میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ ہاؤس سے پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : خان صاحب، آپ کی اس میں کیا رائے ہے، آپ کی کیا مرضی ہے

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, Sir, there are two things. If you want to give your own ruling, you are at liberty to do so. If you want to ask the views of the Members, you may put it to the House.

Mr. Deputy Chairman: Yes, I am in the hands of the House. I want to ask the opinion of the House on this.

Mr. Muhammad Ali Khan: So, you put it to the House. If they want that it should be discussed then we would start discussing. it. If they do not want to discuss it that is another thing.

Mr. Deputy Chairman: No. What Qazi Abdul Latif Sahib intends to say is that this Bill may be taken up on regular working days and on government business days also. So, this is why I wanted to have the view of the House because I cannot amend the rules. In the rules it is not permitted.

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, it was earlier that it should not only be taken on Private Members Day but on Government Business day as well and we did discuss this for a few days but it was only for that session. Now, it all depends on the Members if they want to take it up even on official business days then they are most welcome.

Mr. Deputy Chairman: I understand, yes, that is the point I already cleared to Qazi Sahib.

کہ پچھلے سیشن میں قاضی صاحب آپ کو موقع ملا تھا کہ آپ day to day اس پر discussion بھی کر لیں لیکن اس سیشن کے لئے نہیں ہوا تھا اب دوبارہ ہاؤس کی مرضی ہے ۔

قاضی حسین احمد : محمد علی خان ہمارے لیڈر ہیں وہ بتا دیں جو بھی ان کی رائے ہوگی ہم ان کے ساتھ ہیں ۔

جناب محمد علی خان : کافی دیر ہو گئی ہے جناب اس بل میں ، اور تین سال سے ، یعنی ایک سال بھی نہیں ، دو بھی نہیں بلکہ تین سال ، تو میں سمجھتا ہوں اگر ہم نے اس کو پاس کرنا ہے تو باقاعدہ اس کی reading ہم شروع کر دیں ضروری نہیں کہ Private Members Day پر ہو ، اور دنوں میں بھی یہ چیز ہو سکتی ہے ایک چیز ہے ہمارے سامنے اس کو ختم کر دیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ جی اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس شریعت بل

take up پر بھی regular days کے علاوہ باقی Private Members Day کو ہم کریں گے۔ شکریہ۔

The House is adjourned to meet again on Tuesday at 10.00 a.m. i.e 12th December, 1989. Thank you very much.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Tuesday, the December 12th, 1989].